

رحیم احمدی

شرح اردو

کرم سید

تالیف

حضرت الحاج مولانا محمد امجد صاحب مفتاحی
بانی و مہتمم جامعہ عربیہ ضیاء العلوم آصف آباد چند پورہ

ترتیب و اہتمام

محمد اکرم حسین القاسمی

رکن تنظیم و ترقی دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ فیض مسیح الامت

جامعہ عربیہ ضیاء العلوم آصف آباد چند پورہ، بلند شہر، یوپی، ہند

و بھیسائی اسلامپور و ایاتھانہ بھون ضلع مظفرنگر، یوپی، ہند۔ پین کوڈ ۲۴۷۷۷۷

کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نگران اعلیٰ حضرت مولانا الحاج محمد احمد صاحب مفتاحی بھیسافوی

نام کتاب	رحیما احمدی شرح اردو کریماسعدی
تالیف	حضرت مولانا محمد احمد صاحب بانی و مہتمم جامعہ عربیہ ضیاء العلوم آصف آباد چند پورہ بلند شہر
ترتیب و اہتمام	محمد ذاکر حسین قاسمی رکن تنظیم و ترقی دارالعلوم دیوبند: درکن شوری جامعہ ہذا۔
طبع اول	۱۳۲۶ھ ۲۰۰۵ء تعداد گیارہ سو
طبع دو	۱۳۳۲ھ ۲۰۱۱ء تعداد گیارہ سو
طبع سوم	۱۳۳۴ھ ۲۰۱۳ء تعداد گیارہ سو
صفحات	۸۰ : ہدیہ : 701 روپے۔

خوش خبری

مؤلف کی دوسری کتاب پندنامہ کی اردو شرح قندنامہ
جو رحیما شرح اردو کریم کی طرح پہلی بار منظر عام پر آچکی ہے

..... ملنے کے چتے

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند ☆ دارالکتاب دیوبند ☆ فیصل پبلیکیشنز دیوبند

کتب خانہ حسینیہ دیوبند ☆ کتب خانہ رشیدیہ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

کتب خانہ رشیدیہ محلہ مبارک شاہ سہارنپور ☆ مکتبہ حکیم الامت محلہ چوب فروشان سہارنپور

کتب خانہ اسلامیہ جامع مسجد تھانہ بھون ☆ کتب خانہ عثمانیہ مسجد شاہراہ خاں بلند شہر

﴿ عرض مولف ﴾

مع دعائیہ کلمات مسیح الامت و پیشین گوئی رفیق الامت

احقر نے جب کریمہ کا ترجمہ منظوم و منشور مع شرح اردو مرتب کیا تو مرشدی و شیخی حضرت مولانا مسیح الامت خان صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ذکر کیا تو حضرت نے پوچھا کیا آپ شاعر ہیں میں نے عرض کیا حضرت نہیں، آپ کی برکت سے کچھ کہہ لیتا ہوں بولے اچھا سناؤ۔ احقر نے کریمہ کا شعر اول مع ترجمہ منظوم سنایا تو حضرت نے پسند فرمایا اور یہ دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔ خدا کرے کتابت بھی اچھی ہو، طباعت بھی اچھی ہو، اشاعت بھی اچھی ہو، اور ایک مفتاحی تو ایسا بھی ہوتے اور میرے زبانہ طالب علمی میں ایک بار مجھے استاذی حضرت علامہ رفیق احمد صاحبؒ بھیسٹانوی سابق شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم جلال آباد و دارالعلوم وقف دیوبند و مظاہر علوم وقف سہارنپور نے لکھنے کی مشق کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا تھا کہ تو کریمہ کا حاشیہ لکھ دے ان دونوں بزرگوں کی توجہات اور دعائیہ کلمات کا یہ اثر ہے جو آپ کے پیش نظر ہے، صاحبزادہ حضرت مسیح الامت حضرت مولانا صفی اللہ خان صاحب سابق مہتمم جامعہ مفتاح العلوم جلال آباد و حضرت مولانا محمد یسین صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ ہڈانے اس کی تائید و تصدیق فرما کر دستخط فرمائے، ناظرین غلطی کی اصلاح فرمائیں۔ و ما توفیقی الا باللہ

محمد رفیق احمدی

صفی اللہ

محمد یسین

چاہتے ہیں تیری پناہ اے خدا، تم کہ شیطان دیتا ہے رنج و الم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع ہے تیرے نام سے اے کریم۔ بڑا مہربان ہے نہایت رحیم
حدیث میں آتا ہے کہ ہر ذی شان کام کو بسم اللہ اور اللہ کی حمد سے شروع کیا جائے
اس لیے شیخ بھی اولاً بسم اللہ اور پھر اللہ کی حمد بیان کر رہے ہیں۔

در حمد باری تعالیٰ * اللہ تعالیٰ کی تعریفیں

در۔ میں، حمد۔ اللہ کی تعریف، باری۔ پیدا کرنے والا۔ ایجاد کرنے والا مراد اللہ تعالیٰ
کہ سب چیز کا خالق ہے۔ ترکیب: این بیان ثابت است۔ در حمد باری تعالیٰ۔ ایس اسم
اشارہ، بیان مشار الیہ۔ دونوں ملکر مبتدا، در جار مجرور مضاف، باری تعالیٰ مضاف الیہ،
مرکب اضافی ہو کہ مجرور پھر وہ جار مجرور سے ملکر متعلق ثابت ہا کہ اور وہ خبر ہے اور است
حرف رابطہ ہے بہت دانی خبر اور رابطہ سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کریم یا بہ بخشائے بر حال ما کہ ہستم اسیر کمند ہوا
رحم کر میرے حال پر اے خدا کہ ہوں میں گرفتار قید ہوا
اے کریم رحم کر یا بخشش کر ہمارے حال پر اس لیے کہ ہوں میں خواہش کی کنڈا قیدی

تشریح: کریم، بزرگ، فیاض، سخی، در گذر کرنے والا۔ کریم یا میں الف ندا کا ہے۔
بہ بخشا، امر از بخشودن، ب زائد۔ ہستم فعل ناقص، ضمیر اس کا اسم۔ اسیر یعنی قیدی مضاف
کمند یعنی پھندا و حال مضاف الیہ۔ ہوا، خواہش نفس فاعلہ فیض کریم میں کریم
کے مختلف معنی بیان کرتے ہوئے ایک پہچان یہ بیان کی جو خود کھاتے پیتے نہیں لیکن دوسروں
کو بغیر احسان کے کھلاتے پلاتے، سخی خود بھی کھاتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلاتا ہے۔ بخیل اپنی
تن پروری کرتا ہے بس۔ لیم نہ خود کھاتا ہے نہ دوسروں کو کھلاتا ہے اور کچھ دینا دلانا پسند
کرتا ہے۔ فاعلہ مصرعہ اول کے اخیر میں ضمیر جامع متکلم ہے، تاکہ دعا سب کو

شامل ہو اور ثانی مصرعہ میں ہستم ضمیر واحد متکلم ہے کہ گزراہ نفس ہونے کی نسبت محض اپنی طرف کی اوروں کو شامل نہ کیا اس میں تو وضع بھی ہے اور بلاغت بھی۔ مطلب: اللہ ہی رحم فرمائے تو نفس و شیطان سے بچاؤ ہے ورنہ نہیں اور یہ دو سب کچھ لگے ہیں۔ اس لیے شیخ بھی اللہ سے دعا گو رہے ہیں رحمت و مغفرت اور ہوائے نفس سے حفاظت کی۔

نداریم غیر از تو فریاد رس توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
 نہ تیرے سوا رکھوں فریاد رس تو ہی مجرموں کو بخشتا ہے بس
 نہیں کہتے ہیں ہم تیرے سوا فریاد کو پہنچنے والا تو ہی ہے گناہگاروں کی خطا بخشنے والا اور بس

نداریم فعل مضارع منفی جمع متکلم ازداشتن۔ غیر از تو، تیرے سوا، غیر مضاف، آذیبانہ تو مضاف الیہ۔ فریاد رس اسم فاعل سماعی۔ از فریاد و رس بمعنی فریاد کو پہنچنے والا۔ توئی مرکب از تو کلمہ حصر و تاکید بمعنی تو ہی ہے۔ عاصیاں جمع عاصی کی بمعنی گناہگار۔ را علامت اضافت خطا بخش اسم فاعل سماعی از خطا و بخش بمعنی خطا معاف کرنے والا۔ و بس اور بس یعنی تو کافی ہے۔ مطلب: اے اللہ ہم تیرے سوا کسی کو فریاد رس اور مشکل کشا نہ جانیں اور نہ مانیں اس لیے کہ تو ہی گناہ اور خطا معاف کرتا ہے اور سب کا حاجت روا ہے۔

نگہدار مارا نہ راہ خطا خطا در گزار و صوابم نما
 راہ خطا سے تو ہم کو بچا خطا معاف کر سیدھا راستہ دکھا
 محفوظ رکھ ہم کو غلط راہ سے غلطی در گزار کر اور درست راہ مجھے دکھا

تشریح: نگہدار، نگہ بمعنی نظر و حفاظت۔ دار امر ازداشتن۔ مارا ہم کو۔ اور یہ دار کا مفعول اول اور نگہ مفعول ثانی۔ ترجمہ رکھ ہم کو باحفاظت یعنی محفوظ۔ نہ حرف جر بمعنی سے۔ راہ خطا، مرکب اضافی و توصیفی دونوں ہو سکتا ہے اگر اضافی ہو۔ ترجمہ غلطی اور گناہ کی راہ، راستہ۔ ترجمہ میں تو ہم کو بچا کا خیال کیا گیا۔ خطا غلطی، بھول چوک، گناہ۔ در گزار میں در زائد۔ اور گزار گزارشتن سے امر کا واحد حاضر ہے اور گزارشتن بھی مصدر ہے بمعنی معاف اور در گزار کرنا گویہ مصدر تیسیر المبتدی میں نہیں ہے۔ و آو حرف عطف بمعنی اور صوابم میں صواب

سے مراد ٹھیک راہ۔ تم، تمنا امر حاضر کا مفعول اول۔ اور صواب مفعول ثانی۔ حاصل یہ ہے کہ یا الہی ہم کو شیطانی اور غلط راستے سے بچا اور اگر شیطان کے بہرکائے میں آئیں تو معاف فرما کر سیدھی راہ چلنے کی توفیق عطا فرما۔ (فیض کریم) ۱۲

دُرِّ شَانِے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم * پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں

زبان تا بود در دہاں جائے گیر
زبان جب تلک ہونے منہ میں اسیر
شنانے محمد بود دل پذیر
محمد کی تعریف ہو دل پذیر
زبان جب تک ہوے منہ میں جگہ پکڑنے والی (قائم)
حضرت محمد کی تعریف ہوے دل پسند

تشریح: تا جب تک۔ بود مضارع واحد غائب از بودن بمعنی ہونا۔ در دہاں، منہ میں جائے گیر اسم فاعل سماعی، از جائے اسم دیگر امر بمعنی جگہ پکڑنے والا۔ قائم موجود۔ شنانا محمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور حمد اللہ کی تعریف۔ دل پذیر اسم مفعول سماعی از دل و پذیر امر بمعنی دل کا قبول کیا ہوا، یعنی دل پسند، یا من پسند۔ مطلب یہ ہے جب تک منہ میں زبان اور خمیم میں جان ہے آپ کی تعریف ہمارے لئے دل پسند رہے گی اور ہم برابر آپ کی تعریف کرتے رہیں گے آپ کے بعض اوصاف کا بیان ہے۔

حبیبِ خدا اشرفِ انبیاء کہ عرشِ مجیدش بود مستکا
خدا کے حبیب اشرف الانبیاء بڑا عرش ان کا ہوا متکا
خدا کے حبیب نبیوں کے سب بزرگ کہ بڑا عرش ان کا ہوا تکیہ گاہ یا مسند

تشریح: حبیب، دوست، محبوب، معشوق، یار (لغات کشوری) خدا، صاحب، مالک، دراصل خود آتھا بمعنی خود بخود آئیوالا کہ وہ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں یا وہی خدا اضافت کی شکل میں دوسرے کے لیے بولا جاسکتا ہے، تنہا نہیں جیسے ناخدا، علاج اور صرف خدا بمعنی اللہ ہے نہ کہ غیر۔ اشرف بزرگ، زیادہ، یا سب سے بزرگ کہ یہ صیغہ اسم تفضیل ہے۔ انبیاء جمع نبی کی بمعنی بہت سے نبی یا پیغمبر۔ کہ تو صیغی۔ عرش، عرش نام

ہے۔ چھت، تخت، اور وہ آسمان جو ساتویں آسمان کے اوپر ہے جس کے اوپر کرسی ہے۔ مجید بزرگ۔ ش مضاف الیہ متکا کا دراصل مشکاش تھا۔ وزن شعر کی بنا پر آگے پیچھے ہوا۔ متکا، تکیہ گاہ مسند۔ لغات کشوری، بود بمعنی ماضی قریب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب اور مقبول اور تمام رسولوں میں افضل ہیں آپ شبِ معراج میں ارش الہی پر پہنچے کہ جبریل بھی پیچھے رہ گئے۔ کیا خوب کہا ہے،

ایک فرشتہ جہاں پر نہ مارے گا مزن تھے وہاں حق کے پیارے

سوار جہاں گیسر یگراں براق	کہ بگذشت از قصر نیلی رواق
وہ فاتح سوار ہیں سواری براق	گزرے سما سے ہے نیلی رواق
تیز رفتار براق کے ایسے دنیا کو فتح کرے نولے سوار	جو گزر گئے نیلی چھت والے محل سے یعنی آسمان سے

تشریح: سوار، سوار۔ جہانگیر، اسم فاعل سہائی، دنیا کو لینے یا فتح کرنے والا۔ یگراں عمدہ یا اسیل یا قیمتی اور سرخ گھوڑا جس کی گردن اور دم کے بال سفید ہوں یا وہ گھوڑا کہ جو کھڑے ہوتے وقت چوتھیا پاؤں معمولی ٹیکے۔ براق وہ سواری جس پر شبِ معراج میں آپ سوار ہوئے کہ اس کا قد نچر سے کم تھا، بہت تیز رو اور بعض نے کہا یہ دراصل رانِ یک تھا یعنی وہ گھوڑا جس نے سوائے ایک سوار کے دوسرے کی ران نہ دیکھی ہو اور ظاہر ہے اس براق پر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سوار ہوئے ہیں۔ بگذشت ماضی مطلق بت زائد۔ قصر، محل۔ نیلی مثنوی طرف نیل کی بمعنی نیلا۔ رواق، رواق دونوں طرح ہے بمعنی چھپر، چھت، قصر نیلی رواق، مراد آسمان ہے۔ ترکیب: سوار، موصوف۔ جہانگیر، صفت۔ موصوف باصفت مضاف ہوا۔ براق، موصوف مؤخر۔ یگراں صفت مقدم موصوف باصفت مضاف الیہ ہوا سوار جہانگیر کا۔ پھر مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر موصوف کہ توصیفیہ بگذشت سے آگے پورا جملہ صفت ہوا موصوف باصفت جملہ موصوف ہوا۔ اور ممکن ہے جہانگیر پھر مثل یگراں کے براق کی دوسری صفت مقدم ہو اب براق اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا، سوار مضاف کا، آگے ترکیب وہی ہے۔ ترجمہ ہوگا ہمارے حضور سوار ہیں دنیا کو (فتح) طے کرے نولے تیز رو

براق کے۔ مطلب: یہ ہے کہ ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو فتح کرنے والے ہیں کہ ساری دنیا تابع ہوگئی اور معراج کی رات میں بہت تیز برق زقار کے براق کے اوپر آپ سوار ہوئے کہ ان کی آن میں بیت المقدس پھر وہاں سے ساتوں آسمان وغیرہ کی سیر کے بعد لوٹ آئے۔ ذرا لائے تو کوئی اس کی نظر

خطاب بہ نفس * خطاب نفس سے (اپنے)

چہل سال عمر عزیزت گذشت	مزاج تو از حال طفلی نگشت
گذری یوں ہی عمر چالیس سال	اب تک نہ بدلا ہے بچپن کا حال
چالیس سال تیری پیاری عمر کے گذر گئے	تیرا مزاج بچپن کی حالت سے نہ بدلا

تشریح: چہل سال، چالیس سال۔ عمر عزیز مرکب تو صغی ہو کر مضاف۔ ت مضاف الیہ بمعنی تیری پیاری عمر۔ مزاج وہ کیفیت جو چاروں عنصر کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے ویسے مزاج کے معنی ایک چیز کو دوسروں سے ملانے کے بھی آتے ہیں۔ حال تو، تیری حالت۔ طفلی، بچپن طفلی میں، ہی مصدری طفل، نومولود بچہ۔ نگشت ماضی منفی کا واحد غائب۔ از گشت بمعنی پھرنا یا بدلنا (فیض کریم)۔ مطلب: اے انسان خطاب عام ہے یہ بھی ہے کہ خود کو مخاطب کرتے ہیں کہ تیری قیمتی اور پیاری عمر کا بہت سا حصہ یونہی بیکار گزر گیا اور اب بھی وہی بچپن کی حالت باقی ہے آگے عرضائع کرنے کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

ہمہ با ہواؤ ہو س ساختی دے بامصالح نہ پرداختی
 موافق تو خواہش کے ہر دم ہوا نہ نیکی میں مصروف ایک دم ہوا
 (اب تک) تمام عمر خواہش نفس اور حرص کی موافقت کی تو نے۔ ایک دم نیکیوں میں نہ مشغول ہوا تو

تشریح: ہمہ، تمام، سب، اسکے بعد عمر یا وقت محذوف ہے۔ ہوا، خواہش نفس۔ واؤ بمعنی اور۔ ہو س، حرص۔ ساختی واحد حاضر ماضی مطلق کا۔ دے، ایک دم، ایک گھڑی یا وحدت کی۔ با ساتھ۔ مصالح جمع مصاحت کی بمعنی نیکی یا کسی چیز کی اصلاح کا سامان

نہ پر دانتی ماضی مطلق منفی معروف کا واحد حاضر از پر دانتی۔ (فیض کریم)
مطلب: ظاہر ہے کہ تو نے اب تک ساری عمر نفسانی خواہشات یا حرص و ہوا میں بیکار کی
اپنے کاموں میں ذرا سا وقت بھی نہ لگا سکا۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار مباحث ایمن از بازی روزگار
بھروسہ نہ کر عمر ہے بے ثبات زمان سے نہ ہو مطمئن نیک ذات
مت کر بھروسہ ناپائیدار عمر پر مت ہو بے خوف زمانے کی گردش سے

قتسریع، مکن فعل نہی از کردن کن ہوا پھر مکن بمعنی مت کر۔ تکیہ، اعتماد، بھروسہ،
ٹیک۔ بر، پر۔ عمر، زندگی۔ ناپائیدار، نہ ٹھہرنے والی، بے ثبات۔ مباحث، فعل نہی کا
واحد حاضر از بودن۔ ایمن، بے خوف، مطمئن۔ از اسے۔ بازی، کھیل کود، فریب اور
دھوکہ نیز بمعنی گردش اور حادثہ۔ روزگار، زمانہ۔ مطلب، اس خیال میں نہ رہنا چاہئے
کہ ابھی عیش و عشرت میں بسر کر لیں بعد میں توبہ کر لیں گے اس لیے کہ عمر فانی ہے اور موت
آتی ہے اور نامعلوم کب اور خدا نخواستہ حالات ایسے بن جائیں نہ توبہ کر سکے اور نہ اپنے
اعمال کر سکے۔ اس لیے موجودہ وقت کو غنیمت سمجھو اور اعمال صالحہ کی طرف متوجہ رہو۔
(فیض کریم)

در مدح کرم * کرم کی تعریف میں

کرم، اچھے اخلاق اور عادات کا جامع ہے کرم کے معنی بخشنا۔ مروت کرنا، بزرگوں کو ہونا
درگزر کرنا، احسان و مہربانی کرنا اور سخاوت کرم کا ایک خاص فرد ہے کرم کے بعد سخاوت
کا ذکر ایک عام چیز کے بعد خاص کا ذکر ہے اور یہ اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سخاوت کرم
کا بہترین فرد ہے۔ (فیض کریم)

دلاہر کہ بنہاد خوان کرم بیشد نامدار جهان کرم
بچایا اے دل جس نے خوان کرم ہوا نامدار جهان کرم

اے دل جس نے رکھا کرم کا دسترخوان ہوا مشہور کرم کی دنیا میں

تشوہیح: دلا منادی الف ندا کا اے دل۔ ہرگز، جو کہ، جس نے۔ بہت اور بہت
 زائد۔ نہاد ماضی مطلق از نہان نامدار، مشہور، نامدار مضاف ہے، جہاں کرم، مرکب
 اضافی کی طرف۔ جہاں، دنیا۔ حاصل یہ ہے، جو دنیا میں احسان و کرم کی
 روش اختیار کرتا ہے اور جہانوں اور مسافروں کی جہاں نوازی اور دلجوئی کرتا ہے۔
 تو اسے احسان کی وجہ سے دنیا میں شہرت، ناموری یا سرداری حاصل ہوتی ہے جیسے
 حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حاتم طائی وغیرہ۔ (فیض کریم) کہتا ہے بندہ ناچیسز جیسے
 ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم و ابہ ابراہیم اور حاتم طائی وغیرہ۔

کرم نامدار جہانت کند	کرم کامگار امانت کند
جہاں میں کرے گا کرم نامدار	اماں میں کرے گا تجھے کامگار
کرم دنیا کا مشہور تجھ کو کرے	کرم امن کا کامیاب تجھ کو کرے

تشوہیح: جہانت میں ت۔ بمعنی ترا مفعول ہے۔ کند فعل مضارع کا۔ کامگار، کامیاب
 امانت میں ت ضمیر بمعنی ترا و اماں بمعنی امن، پناہ۔ مطلب: کرم کے سبب، لوگوں
 میں مشہور اور ان کے شر سے محفوظ اور مامون رہے گا کہ سخی سے غیر بھی نہ رکھے ہیر (دشمنی)۔

ورائے کرم در جہاں کار نیست	وزین گرم تر ہیج بازا نیست
کرم کے سوا نہیں دنیا میں کار	نہیں گرم زیادہ ہے اس بازار۔
کرم کے سوا دنیا میں کوئی کام نہیں ہے	اور اس سے زیادہ گرم کوئی بازار نہیں ہے

تشوہیح: ورائے، سوا، علاوہ۔ کار یعنی کارے۔ نیست فعل ناقص بمعنی نہیں ہے
 وزین یعنی وائیں۔ الف گرا دیا بمعنی اور اس سے۔ گرم تر۔ زیادہ گرم۔ ہیج، کچھ، کوئی۔
 نیست بمعنی کچھ بھی نہیں ہے۔ مطلب: کرم سب سے بہتر کام ہے یا مبالغہ ہے تعریف میں
 لہ خوان کرم، مرکب اضافی مفعول نہاد کا، بمعنی کرم کا دسترخوان۔ شد ماضی مطلق از شدن۔

یا یوں کہو بعض اوقات وہ سب بہتر ہے۔

کرم حاصلِ زندگانی بود	کرم مایہ شادمانی بود
ہوا زندگانی کا حاصل کرم	ہوا شادمانی کی پونجی کرم
کرم زندگی کا حاصل مقصد ہے	کرم خوشی کی پونجی ہے

تشریح: مایہ، پونجی۔ شادمانی، خوشی۔ حاصل پیداوار، نتیجہ، نفع، مقصد، خلاصہ۔
زندگانی، زندگی۔ حاصل زندگانی مرکب اضافی ہے۔ مطلب: صاحب کرم خود بھی خوش
دوسرے بھی اس سے خوش کیونکہ زندگی کا مقصد ہی کرم کرنا ہے یا یہ کہئے کہ وہ زندگی کا
نفع ہے جو اس سے محروم وہ زندگی کے نفع سے محروم۔ (فیض کریم)

دلِ عالمے از کرم تازہ دار	جہاں راز بخشش پر آوازہ دار
کرم سے جہاں کا تودل تازہ رکھ	کرم سے جہاں کو خوش آوازہ رکھ
پوری دنیا کا دل کرم سے خوش رکھ	دنیا کو بخشش سے پر شہسرت رکھ

تشریح: عالمے، تمام جہاں۔ تازہ دار بمعنی خوش دار خوش رکھ۔ جہاں را میں را
علامت مفعول۔ پر آوازہ، شہرت سے پر۔ مطلب: کرم اور بخشش سے دنیا کے لوگوں کو
راضی رکھ، کیونکہ اس سے تیری خوب شہرت ہوگی اور عزت زیادہ۔

ہمہ وقت شودر کرم مستقیم	کہ ہست آفرینندہ جان کریم
کرم میں تو ہر دم رہے مستقیم	ہے خالق تری جان کا بھی کریم
ہر وقت ہو کرم میں سیدھا و ثابت قدم	اس لیے کہ جان کا ہے پیدا کرنے والا کریم
	(اور وہ اللہ ہے)

تشریح: ہمہ، ہمیشہ، ہر وقت۔ شو، ہو۔ رہے، رہا ہے۔ مستقیم، سیدھا و ثابت قدم
آفرینندہ جان، مرکب اضافی۔ آفرینندہ اسم فاعل قیاسی ہے۔ مطلب: ہر وقت کرم

میں ثابت قدم رہنا چاہئے اس لیے کہ اللہ میاں بھی کریم ہیں جو سب کا خالق اور مالک ہے۔

درصفت سخاوت * سخاوت کی تعریف میں

صفت کسی چیز کا حال بیان کرنا۔ سخاوت بمعنی بخشش کرنا، نعمت میں سے کسی کو حصہ دینا جیسا کہ گزرا کہ یہ کرم کا سب سے بہتر فرد ہے اس کے فضائل قرآن اور حدیث میں کثرت سے وارد ہیں۔ (فیض کریم)

سخاوت کند نیک بخت اختیار	کہ مرد از سخاوت شود بختیار
سخاوت کرے نیک بخت اختیار	رہے گا سخاوت سے وہ بختیار
سخاوت کرتا ہے نیک بخت اختیار	اس لیے کہ فرد سخاوت سے ہوتا ہے نصیبور

تشریح: نیک بخت، نیک نصیب۔ اختیار، پسند یا ناپسند کرنا۔ کہ، اس لیے۔ بختیار، دولت مند، نصیبور مشتق از بخت و یار کہ نصیب جس کا یار ہو۔ مطلب: نیک بخت آدمی سخی ہوتا ہے اس لیے کہ سخاوت سے آدمی نصیبور ہوتا ہے۔

بہ لطف و سخاوت جہاں گیر باش	در اقلیم لطف و سخا میر باش
لطف اور سخاوت سے جہاں گیر رہ	ملک میں تو دونوں کے میر رہ
مہربانی اور سخاوت کے سبب نیا کو لینے والا رہ	مہربانی اور سخاوت کے ملک میں امیر رہ

تشریح: بہ سبب بمعنی سبب۔ لطف نرمی، مہربانی۔ باش امر از بودن۔ اقلیم، ملک صوبہ، ربیع مسکوں کا ساتواں حصہ جمع اقلیم۔ میر مخفف امیر کا بمعنی سردار، امیر۔ حاصل: لطف اور سخاوت اختیار کرنا کہ لوگ تابع ہوں اور تجھے اپنا امیر تسلیم کریں لیکن یہ نیت نہ ہو کہ تابع ہو کر مجھے امیر بنائیں یہ تو اس کا لازمی اثر ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ اس کی نیت کر کے ثواب ختم کیا جائے۔

سخاوت بود کارِ صاحب دلاں سخاوت بود پیشہ مقبلان

سخاوت ہوا کار صاحب دلاں

سخاوت ہوا پیشہ مقبلاں
سخاوت ہے زندہ دل لوگوں کا کام (یعنی اللہ والے لوگوں کا)۔ سخاوت ہے نصیبہ والوں کا پیشہ

تبشیریح : صاحب دلاں جمع ہے صاحب دل کی وہ شخص جس کا دل یادِ الہی سے زندہ ہو پیشہ
ہنر، کام۔ مقبلاں جمع مقبل کی، نصیبہ والا۔
مطلب : اللہ والے اور نصیبہ ور لوگ سخاوت کو اپناتے ہیں۔

سخاوت مس عیب را کیمیاست سخاوت ہمہ درد ہا را دواست
عیب کے تانبے کی ہے یہ کیمیا اور سارے دردوں کی ہے یہ دوا
سخاوت تانبے کے عیب کے واسطے کیمیا ہے۔ سخاوت تمام دردوں کی دوا ہے۔

تبشیریح : مس، تانبا۔ مس عیب مرکب اضافی بمعنی عیب کا تانبا۔ را علامت اضافت
یہاں اضافت تشبیہی ہے۔ کیمیا وہ ہے جس کو تانبے پر پھیرنے سے سونا بن جاتا ہے۔ کیمیا
مضاف نوخر اور مس عیب مضاف الیہ مقدم۔ ہمہ درد ہا، دراصل درد ہائے ہمہ تھا یہ مرکب
اضافی مقلوبی ہے۔ مطلب : سخاوت عیبوں کو ڈھانپنے والی ہے لوگ سخی کے عیب
نظر میں نہیں لاتے اور سخاوت درد اور آفات کا علاج ہے حدیث میں ہے صدقہ بلا کو
طالت ہے۔

مشو ما تو اں از سخاوت بری کہ گوئے بہی از سخاوت بری
نہ ہو حد امکان سخاوت سے دور کامرانی پائے گا اس سے ضرور
میت ہو جب تک ہو سکے سخاوت سے جدا کیونکہ کامیابی کی گیند سخاوت کے سبب لہجائیگاتو

تبشیریح : مشو، فعل نہی از شدن۔ تا جب تک۔ تو اں بضم تا، بمعنی قدرت، طاقت۔
تا تو اں بمعنی تا تو اں جب تک طاقت رکھے یا جب تک ہو سکے گویا تا تو اں کے لفظی معنی
جب تک طاقت والا ہے تو کہ سی مخاطب کی ہے نیز تو اں بمعنی تو اں اور تو اں مضارع واحد
حاضر از مصدر تو اں استن ہے بمعنی طاقت رکھے تو۔ بری جدا۔ مطلب : حتی الامکان

سخاوت کرنا چاہتے نہ یہ کہ اس کو چھوڑ بیٹھیں اس لیے کہ اس کی وجہ سے بہتری اور بہبودی میں سبقت حاصل کی جاسکتی ہے۔ (فیض کریم)

در مذمتِ بخیل * بخیل کی بُرائی میں

مذمت، پہلے میم کے فتح اور دوسرے کی تشدید بمعنی برائی یا برائی بیان کرنا۔ بخیل، بخل کرنا والا اس بخیل کو کہتے ہیں کہ جس چیز کا خرچ کرنا جائز شرعاً یا اخلاقاً ضروری ہے۔ وہ اس میں تنگدلی کرے۔ علاج: مال کی محبت دل سے نکال دینا اور نفس پر زور دیکر خرچ کرنا اور یاد الہی میں مصروف ہونا اور لمبے لمبے پلان نہ بنانا۔ بخیل، سخاوت کا بالمقابل ہے اس کے بعد اسے لانا بہت موزوں ہے۔

اگر چرخ گرد بکام بخیل وراقبال باشد غلام بخیل
گھومے فلک گر بخیلوں کے کام اگرچہ نصیب ہو اس کا غلام
اگر آسمان گھومے بخیل کے مقصد کے موافق، اور اگرچہ نصیب ہو بخیل کا غلام۔

تشریح: چرخ، آسمان۔ گرد مزارع ازگشتن یعنی ہونے گھومے پھرے۔ بکام بخیل مرکب اضافی۔ ب بمعنی موافق۔ کام مضاف، مقصد۔ بخیل مضاف الیہ۔ اقبال، نصیب۔ غلام نوکر بندہ۔ مطلب: یہاں سے لے کر چوتھے مصرعہ تک شرط اور نیز ذمہ سب کی جزا ہے۔

وگرد کفش گنج و تارون بود وگرتا بعش ربع مسکوں بود
مال تارونی کا مالک ہو اگر ساری دنیا اس کے تابع ہو اگر
اور اگر اس کے ہاتھ میں قارون کا خزانہ ہوئے، اور اگرچہ اس کے تابع پوری دنیا ہو۔

تشریح: وگرد اصل و اگر کا مخفف ہے۔ در کفش، کف، استھیلی یعنی اس کے ہاتھ اور قبضہ میں ہو۔ گنج، خزانہ، قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے اور انھیں کے زمانہ میں ایک بہت مالدار اور سردار گزرا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی اور زکوٰۃ کا انکار کرنے کی وجہ سے زمین میں دھنسا دیا گیا اپنے خزانہ سمیت، تابع، فرمانبردار، ربع مسکوں سے مراد تمام دنیا۔

نیرزد و بخیل آنکہ نامیش بڑی و گر روزگار شس کند چاکری
 لائق نہیں اس کے نام اس کا لیں گواہل زماں اس کے نوکر رہیں
 نہیں لائق ہے بخیل اس کے کہ اس کا نام لیوے تو، اگرچہ زمانہ اس کی کرے نوکری

تشریح : نیرزد، مضارع منفی ازار زیدن بمعنی بیکتنا، برابر ہونا۔ لائق ہونا، آں اسم اشارہ
 امر مشار الیہ محذوف ہے۔ (فینن کریم) نامش مرکب اضافی۔ برآئی لے جائے تو یا لیوے تو یہ مضائق
 کا واحد حاضر ہے۔ روزگار شس، روزگار، زمانہ بمعنی اہل زمانہ۔ شس، مضارع الیہ۔ چاکری، نوکری
 خدمتگاری۔ حاصل : تینوں شعروں کا یہ ہے اگرچہ بخیل میں یہ سب اوصاف ہوں کہ خدائی حکم
 سے آسمان اس کی آرزو اور مقصد برآری کے لیے چکر کا شمار ہے اور نصیب اس کی غلامی کرے اور
 زمانہ اس کی نوکری تاہم وہ اس قابل نہیں کہ اس کی تعریف کے لیے اس کا نام لیا جائے، فیض کریم
 میں کہا اگر تیسرے شعر کے مصرعہ برعکس ہوتے تو نہایت موزوں ہوتا۔ تاکہ جزا سب کے بعد
 میں ہوتی۔

مکن التفاتے بمالِ بخیل مہر نام مال و منالِ بخیل
 توجہ نہ کر سوائے مالِ بخیل نہ ہو نام لیوا تو چیز بخیل
 مت کر کچھ توجہ بخیل کے مال کی طرف، مت لے نام بخیل کے مال و اسباب کا۔

تشریح : مکن فعل نہی کا واحد حاضر از کردن۔ التفاتے، کچھ توجہ۔ التفات، توجہ کرنا،
 گوشہ چشم سے دیکھنا کہ اس میں یا تحقیر و تذلیل کے لیے ہے۔ بمال، باہم معنی طرف ہے مالِ بخیل
 مرکب اضافی ہے۔ مہر مت لے منالِ مہم کے فتح سے، جاگیر، جائیداد، دھن، دولت، گھریلو
 سامان۔ حاصل : بخیل کے مال کی طرف ادنیٰ توجہ بھی نہ کرنی چاہئے اور اس کے ساز و سامان
 کا نام زبان پر بھی نہ لانا چاہئے۔

بخیل از بود زاہد بحر و بر بہشتی نباشد بحکم خبر
 وہ خشکی تری کا ہو زاہد اگر بہشتی نہ ہو گا بحکم خبر
 بخیل اگرچہ ہوتے تری اور خشکی کا زاہد جنتی نہ ہو گا حدیث کے حکم سے

تشریح: آر بمعنی اگرچہ زاہد جو دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف راغب اور مائل ہو
بحر، دریا، سمندر۔ بر خشکی۔ زاہد بحر و بر سے مراد یعنی اس کا زاہد ہونا دنیا بھر میں مشہور ہو، بہشتی، جنتی،
می، نسبتی۔ نباشد مضارع از بودن، حکم قہر۔ موافق حکم حدیث۔
حاصل: بخیل گو بہت بڑا عابد و زاہد کیوں نہ بن جائے، لیکن بخیل کی وجہ سے جنت میں نہ جائیگا
مکار، بخیل اور احسان جتنا انوالا جنت میں داخل نہ ہوگا (حدیث) یعنی جب تک یہ لوگ گناہوں
کی سزا نہ بھگتیں گے جنت میں نہ جائیں گے ہاں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادیں یا کسی
کی شفاعت سے بخش دیں تو اور بات ہے۔ (فیض کریم)

بخیل اگرچہ ہو مالدار مال کی وجہ سے، ذلت کے ساتھ مفلس کی طرح اٹھاتا ہے تکلیف۔
بخیل اگرچہ باشد تو نگر بمال
بخواری چو مفلس خورد گوشمال
اگرچہ بخیل ہو تو نگر بمال
بصد خواری اس کو ملے گوشمال

تشریح: آرچہ، اگرچہ۔ باشد، ہوتا ہے۔ تو انگر، طاقت ور، مال دار، بمال، مال کے سبب
بآسنبیہ ہے۔ بخواری با ساتھ، خواری، ذلت، رسوائی، بے قدری۔ چوں، مانند، مثل۔ مفلس
نادار، محتاج جس کے پاس مال نہ ہو۔ گوشمال، کان مروڑنا، سزا۔ گوشمال خوردن سے مراد تکلیف
اٹھانا ہے۔ مطلب: بخیل اگرچہ ظاہر میں دولت مند اور طاقتور ہوتا ہے لیکن جب ضرورت
کے وقت خرچ نہیں کرتا تو مفلس کی طرح تکلیف اٹھاتا اور ذلت گوارا کرتا ہے۔

سخیاں زاموال بر مے خوردند
سخیاں زاموال بر مے خوردند
سخیاں زاموال بر مے خوردند
سخیاں زاموال بر مے خوردند
سخیاں زاموال بر مے خوردند
سخیاں زاموال بر مے خوردند
سخیاں زاموال بر مے خوردند
سخیاں زاموال بر مے خوردند
سخیاں زاموال بر مے خوردند
سخیاں زاموال بر مے خوردند

تشریح: سخیاں سخیاں کی جمع ہے، اموال مال کی عربی جمع ہے، بر پھل، نفع۔ می خوردند،
حال از خوردن صیغہ جمع غائب، بخیل کی فارسی جمع ہے۔ غم، دکھ، رنج۔ حاصل: سخیاں
حضرات تو مال خرچ کر کے پھل کھاتے اور دونوں جہاں کے منافع حاصل کرتے ہیں لیکن بخیل لوگ
ہر وقت مال جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور یہی فکر ان کو ہر وقت گھلاتے رکھتی ہے (فیض کریم)

در صفت تواضع * تواضع کی تعریف میں

تواضع عاجزی کرنا، اپنے کو کم سمجھنا۔ قرآن و حدیث میں تواضع کے فضائل بکثرت وارد ہوئے ہیں ایک حدیث میں ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ جَوْشَخْنِ اللَّهِ تَعَالَى كَلَيْهِ مَا جَزَى كَرْتَابِ اللَّهِ تَعَالَى اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔ (فیض کریم)

دلاگر تواضع کنی اختیار	شود خلق دنیا ترا دوست دار
اے دل گر تواضع کرے اختیار	ہوگی یہ مخلوق سب تیری یار
اے دل اگر تواضع کرے تو اختیار	ہوویگی دنیا کی مخلوق تجھے دوست رکھنے والی

تشریح: دلا، منادی الف نداء کا اے دل۔ گر بمعنی اگر، تواضع کنی فعل مرکب کنی مضارع از کردن۔ اختیار، پسند۔ شود مضارع از شدن۔ خلق، مخلوق، دنیا، جہاں، خلق دنیا مرکب اضافی ہے۔ ترا دوست دار، اس میں ت مضاف الیہ مقدم را علامتِ اضافت۔ دوست دار اسم فاعل سماعی مضاف مؤخر اصل عبارت دوست دارت ہے۔ بمعنی تیری دوست رکھنے والی۔ حاصل: متواضع آدمی سے لوگ دوستی اور محبت کرتے ہیں۔

تواضع زیادت کند جاہ را	کہ از مہر پر تو بود ماہ را
تواضع زیادہ کرے جاہ کو	کہ سورج سے ہو روشنی ماہ کو
تواضع زیادہ کرتی ہے مرتبہ کو، جس طرح کہ سورج سے روشنی ہوتی ہے چاند کو۔	

تشریح: زیادت، زیادہ۔ جاہ، مرتبہ۔ را کو۔ کہ مثالیہ ہے بمعنی جیسا کہ، جس طرح کہ۔ مہر، سورج، چاند۔ پر کو تا کے فتح سے روشنی، عکس۔ ماہ، چاند۔

حاصل: تواضع سے مرتبہ میں اضافہ اور ترقی ہوتی ہے جیسے چاند کی روشنی میں بسبب تواضع کہ وہ متواضع اور خمیدہ صورت ہے سورج کے نور سے ترقی ہوتی ہے کہ آہستہ آہستہ چند ہی روز میں بدر بن کر خوب روشن ہوتا ہے۔ (فیض کریم)

تواضع بود مایہ دوستی کہ عالی بود پایہ دوستی
تواضع ہے سرمایہ دوستی کہ بالا تر ہے رتبہ دوستی
تواضع ہوتی ہے دوستی کی پونجی اور بلند ہوتا ہے دوستی کا مرتبہ

تشریح: مایہ، پونجی، اصل۔ کہ بمعنی اور۔ عالی، بلند۔ پایہ مرتبہ، بنیاد۔
حاصل: تواضع سے دوستی پیدا ہوتی ہے اور اگر دوستی پہلے سے حاصل ہو تو اس کا مرتبہ بلند اور
رابطہ قوی ہو جاتا ہے اور ممکن ہے کہ مصرعہ ثانیہ کا مطلب یہ بھی ہو اور دوستی بذات خود بلند مرتبہ
ہے لہذا تواضع کر کے لوگوں کی دوستی حاصل کرنی چاہئے۔

تواضع کند مرد را سرفراز تواضع بود سرداراں را طراز
تواضع کرے مرد کو سرفراز تواضع ہے سب سردروں کا طراز
تواضع کرتی ہے مرد کو سربلند تواضع ہوتی ہے سرداروں کے لیے زینت

تشریح: سرفراز، سربلند، سردار۔ سرداراں جمع سردار کی بمعنی سردار۔ را بمعنی واسطے۔
طراز بکسرطا، نقش و نگار، آرائش اور زینت دینے والی چیز۔
حاصل: تواضع عام آدمیوں کی سربلندی اور سربلندوں کی زینت کا باعث ہے۔

تواضع کند ہر کہ ہست آدمی نہ زید ز مردم بجز مردمی
تواضع کرے جو کہ ہے آدمی نہیں زیب دے اس سے بجز مردمی
تواضع کرتا ہے جو کہ ہے اصل آدمی، نہیں زیب دیتا ہے (زیب نہیں ہے) انسان سے سوائے
انسانیت کے۔

تشریح: ہر کہ، جو کہ۔ یہ اسم موصول ہے۔ ہست فعل ناقص بمعنی ہے۔ آدمی مفسوب ہے
آدم علیہ السلام کی طرف۔ یہاں کامل انسان مراد ہے۔ نہ زید واحد غائب مضارع منفی کا
بمعنی زیب اور لائق نہیں یا نہ زیب درلوے۔ مردم، ہم کے فخر را کے سکون دال کے ضمہ کے
ساتھ، کئی مرد۔ یہ اسم جنس ہے واحد اور جمع دونوں کے لیے برابر ہے۔ بجز، سوائے حرف استثناء

ہے یہاں توحیح چیز مستثنیٰ منہ مقدر ہے۔ مردی، مروت، انسانیت۔

حاصل؛ کامل انسان ضرور تواضع کرتا ہے کیونکہ مرد کے لیے بجز مردانگی اور مروت کے اور کوئی چیز زیب نہیں۔

تواضع گنگد ہوش مند گزیں نهد مشاخ پر میوہ سر بر زمین
تواضع کرنے والا مقبول سر نہیں پر رکھے شاخ پر میوہ سر
تواضع کرتا ہے مقبول عقلمند، رکھتی ہے میوہ سے لدی ہوئی شاخ سر زمین پر (مارے تواضع کے
جھکی جاتی ہے)۔

تشریح؛ ہوشمند، صاحب ہوش، عقلمند۔ گزیں امر از گزیدن اور یہ بمعنی مفعول ہے یعنی مقبول، پسندیدہ۔ ہوشمند گزیں مرکب توصیفی ہے۔ مقبول سر سے مراد مقبول انسان ہے۔ نهد مضارع کا نائب از نہادن شاخ پر میوہ، مرکب توصیفی۔ پر میوہ یا میوے سے لدی ہوئی شاخ، سر بر زمین نہادن کنایہ جھکنے سے ہے۔ حاصل؛ جیسے میوہ سے لدی ہوئی شاخ زمین کی طرف جھکتی ہے تاکہ لوگ باسانی اس کے پھلوں سے فائدہ حاصل کریں ایسے ہی پسندیدہ عقلمند جس کی عقل بمنزل میوہ کے ہے تواضع اور انکساری کرتا ہے تاکہ لوگ اس سے باسانی فائدہ اٹھائیں

تواضع بود حرمت افزائے تو کند در بہشت بریں جائے تو
تواضع تیری حرمت افزائے ہے کرے وہ عدن میں تیری جائے ہے
تواضع ہوئے تیری عزت بڑھانے والی کرے گی بلند جنت میں تیری جگہ

تشریح؛ حرمت افزائے تو مرکب اضافی حرمت افزا اسم فاعل سماعی مضاف۔ تو مضارع اس میں افزا امر از افزودن ہے۔ بہشت بریں مرکب توصیفی، بلند جنت۔ جائے تو تیری جگہ، مضاف مضاف الیہ ہے۔ حاصل؛ تواضع سے دنیا میں عزت بڑھتی ہے اور آخرت میں جنت ملے گی۔ (ان شاء اللہ)

تواضع کلید در جنت است سرا افزائی و جاہ رازینت است

تواضع کلید در جنت ہے سر بلندی اور جاہ کی زینت ہے
تواضع جنت کے دروازے کی چابی ہے ، سر بلندی اور مرتبہ کی زینت ہے۔

تشریح : کلید، چابی۔ در، دروازہ۔ سرفرازی، سر بلندی۔ جاہ، مرتبہ۔ را، واسطے زینت
زیبائش، آرائش۔ فیض کریم میں کہا کہ ضرورتِ شعری کی وجہ سے سرفرازی میں قاسے پہلا الف
حذف ہو جائے گا۔ شعر کا مطلب ظاہر ہے جیسا کہ پہلے آچکا۔

کے راکہ گردن کشی در سراسر است تواضع از ویافتن خوشتر است
جس کسی کے بھی تکبر سر میں ہے پایا جانا اس کا اس سے خوشتر ہے
جس شخص کے تکبر سر میں ہے تواضع کا اس سے پانا بہت اچھا ہے

تشریح : کسے کہ، اسم موصول۔ گردن کشی، تکبر سر کشی، غرور۔ تواضع از ویافتن، یعنی از ویافتن تواضع۔ اس سے تواضع کا پانا یا پایا جانا۔ یعنی اس کا تواضع کرنا خوشتر، زیادہ اچھا ہے۔
مطلب : جس شخص کا تکبر ہونا معلوم ہے جیسے امیر اور سردار اور ہر عہدہ دار تو ایسے لوگوں
کا تکبر چھوڑ کر تواضع اختیار کرنا زیادہ اچھا اور کمال کی بات ہے اس کے بالمقابل فقیر و مسکین اور
نادار لوگوں کا تواضع کرنا چنداں کمال نہیں ہے کہ یہ لوگ فقر و فاقہ اور تنگیِ معاش کی بنا پر
قدرتاً اور فطرتاً تواضع کرنے پر مجبور ہیں ایسے لوگ عادتاً تکبر نہیں ہوتے مگر شاذ و نادر تو وہ
سب سے ہی برے ہیں جیسا کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے بہر حال امر اور حکام کا تواضع
کرنا کمال ہے اس لیے کہ اسبابِ تکبر و خودداری موجود ہوتے ہوئے یعنی مال و دولت وغیرہ
وہ پھر بھی تکبر نہیں کرتے ہیں اور فقیروں کے لیے کوئی کمال نہیں کہ اس کے پاس تواضع کی سبب عاجزی
و انکساری و فروتنی ہی موجود ہیں یعنی غریت و افلاس، تنگیِ معاش پھر بھی وہ تواضع نہ کرے گا تو کیسا
جھیرے میں کرے گا۔

کسے راکہ عادت تواضع بود ز جاہ و جلالش تمتع بود
خواس کی جس تواضع خواہ کی ہو فائدہ اس کے جلال و جاہ سے ہو
جس شخص کی عادت تواضع ہووے، مرتبہ اور بزرگی سے اس کو نفع ہووے۔

تشریح: عادت، خصلت۔ جاہ، مرتبہ۔ جلال، بزرگی۔ ش، اس کو۔ تمتع، نفع یا فائدہ رکھنا۔ مطلب: متواضع آدمی کو دنیا میں یہ نفع حاصل ہوتا ہے کہ لوگوں کا پیارا اور ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ بخلاف متکبرین زمانہ جیسے فرعون، نمرود، ابوجہل وغیرہ۔ دیکھو بگڑنے کی آمزہ چکھایا اور ان کا انجام کیا ہوا۔

تواضع عزیزت کند در جہاں گرامی شوی پیش دلہا پوجاں
تواضع پیدا کرے اس طرح گرامی ہو لوگوں میں جان جس طرح
تواضع پیارا تجھے کرے گی دنیا میں، بزرگ ہوگا تو دلوں کے نزدیک مثل جان کے۔

تشریح: عزیز، عزت دار، باعزت، پیارا، غالب، مقبول۔ ت ضمیر مفعول کی بمعنی تجھ کو۔ گرامی، بزرگ، پیش دلہا، مرکب اصنافی پیش مضاف بمعنی سامنے، آگے، نزدیک۔ دلہا جمع دل کی، بہت سے دل۔ چو، مانند، مثل۔ جان، روح۔
حاصل: انسان تواضع کی وجہ سے لوگوں میں جان کی طرح عزیز و مقبول بن جاتا ہے، لوگ دل سے اس کا احترام کرتے ہیں اور اس کو بزرگ سمجھتے ہیں۔

تواضع مدار از خلایق دریغ کہ گردن ازاں برکشی، سچو تیغ
نہ اس کو تو لوگوں سے رکھنا دریغ سراونچا ہو اس سے تیرا مثل تیغ
تواضع مت رکھ مخلوق سے دور، کیونکہ گردن اس کی وجہ سے بلند کریگا (کھینچے گا) تو مثل تلوار کے

تشریح: مدار، فعل نہیں ازداشتن۔ خلایق جمع خلق عربی جمع ہے بمعنی مخلوق۔ دریغ، غم، حسرت، غم۔ مراد در او وہ منوع ہے۔ برکشی میں برزاند۔ یہ از کشیدن ہے بمعنی کھینچنا، بلند کرنا اور مضارع کا واحد حاضر ہے۔ سچوں، مانند۔

حاصل: تلوار کی متواضعانہ شکل ہے یعنی مڑی ہوئی۔ اس میں صورت تواضع کی ہے اس لیے جنگ میں انسانوں کی گردنوں اور سزوں پر بلند ہوتی اس بنا پر اسے ظاہر میں بلندی حاصل ہوتی ہے سو اسی طرح متواضع انسان کو حقیقی سر بلندی حاصل ہوگی۔ (فیض کریم بتغیر لیسیر)
توکیب: مدار فعل نہیں۔ تواضع م اول۔ دریغ م دوم۔ از خلایق متعلق ہوا مدار کا۔

تواضع زگردن فرازاں نکوست
گداگر تواضع کند خوئے اوست
تواضع ہے سرداروں سے نکو
گداگر تواضع کرے اس کی خو
تواضع گردن بلند کرنیوالوں سے (سرداروں سے) اچھی ہے، فقیر اگر تواضع کرے اس کی عادت ہے۔

تشریح: گردن فرازاں، گردن فراز کی جمع بمعنی گردن بلند کرنیوالے۔ مراد عالی لوگ جیسے امیر وزیر سردار وغیرہ۔ نکو، اچھا، بہتر، خوب۔ گدا، فقیر، بھکاری۔ گر مخفف اگر کا۔ خوئے او مرکب اصنافی۔ اس کی عادت۔ اوضیمر سے مراد فقیر ہے۔
مطلب: اوپر پہلے شعر کے ضمن میں گزر گیا۔

تکبر کی برائی میں



در مذمت تکبر

تکبر اپنے آپ کو صفت کمال میں دوسرے سے بڑھ کر سمجھنا اس کا علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا تصور کرے جب اللہ کی بڑائی دل میں آئیگی اپنے اور اپنے کمالات کو بیچ پائے گا اور جسے حقیر سمجھتا ہے بجائے اس کی تحقیر کے تعظیم کرے اور اس سے بجائے بد اخلاقی کے تواضع اور انکساری کے ساتھ پیش آئے۔

تکبر مکن زنیہار اے پسر
کہ روزے زدستش در آئی بسر
تکبر تو ہرگز پسر نہ کرے
کہ سر کے بل اس سے تو ایک دن گے
تکبر مت کر ہرگز اے لڑکے، کہ ایک دن اس کے ہاتھ سے (اسکے سبب سے) سر کے بل گرے گا تو۔

تشریح: مکن، نہی کا واحد حاضر بمعنی مت کر۔ زنیہار، ہرگز۔ اے پسر، اے حرفِ ندا۔ پسر بیٹا، لڑکا اور پسر سے مراد کبھی شاگرد، کبھی مرید، کبھی طالب علم، کبھی اپنے سے چھوٹے کو بولتے ہیں۔ روزے، ایک دن اس میں یہ وحدت کی ہے۔ زدستش اس کے سبب سے۔ چونکہ دست کے معنی ہاتھ اور کبھی سبب کے آتے ہیں۔ در آئی بسر، دراصل بسر در آئی تھا اور بسر در آمدن بمعنی سر کے بل کرنا اس لیے بسر در آئی کے معنی سر کے بل گرے یا گرے گا تو یہ مضارع کا واحد حاضر ہے اور سر کے بل کرنے سے مراد ذلیل و خوار اور بتلائے آفات ہونا ہے۔ مطلب ظاہر ہے

کہ تکبر نہ کر ورنہ اس کے سیدب ذلیل و خوار ہوگا۔

تکبر زوانا بود ناپسند	غریب آید ایس معنی از ہوشمند
تکبر تو دانا سے ہے ناپسند	تکبر کریگا نہیں ہوشمند
تکبر جاننے والے سے ہوتا ہے ناپسند	کم آتا ہے یہ کام (تکبر) عقلمند سے

تشریح: دانا، اسم فاعل سمائی از دانستن بمعنی جاننے والا یا عالم۔ ناپسند، جو پسند نہ ہو نازیبا۔ غریب، عجیب نیز بمعنی کم۔ واد پری چیز۔ و بمعنی فقیر ایس معنی یہ مراد تکبر۔ ہوشمند، ہوش والا یعنی عقلمند۔ مطلب: عالم سے تکبر کا صدور ایک بہت ہی ناپسندیدہ اور بری چیز ہے کہ عالم ہوتے ہوئے ایسا کرے اس لیے تکبر عالم اور عقلمند آدمی سے بہت کم صادر ہوتا ہے اور جس عالم سے صادر ہو وہ نرا عالم تو ہے عاقل نہیں ہے۔ بلکہ عالم آرم ہے یعنی رنج دنیوالا عالم۔

تکبر بود عادت جاہلاں	تکبر نیاید ز صاحب دلاں
جاہل کی عادت تکبر ہوا	کسی اہل دل سے نہ ہرگز ہوا
تکبر ہے جاہلوں کی عادت	تکبر نہیں آتا ہے داناؤں سے

تشریح: جاہلاں جاہل کی فارسی جمع ہے۔ مطلب ظاہر ہے بمعنی ان پڑھ و نادان۔ صاحب دلاں جمع صاحب دل کی بمعنی اللہ والا، زندہ دل، روشن ضمیر، عقلمند، دانا

تکبر عز ازیل را خوار کرد	بزند ان لعنت گرفتار کرد
تکبر نے شیطان کو رسوا کیا	گرفتار لعنت میں اس نے کیا
تکبر نے شیطان کو رسوا کیا	لعنت کی جیل میں گرفتار کیا

تشریح: عز ازیل، شیطان کا ایک نام ہے۔ زندان بکسر زاء بمعنی جیل، قید خانہ، لعنت خدا کی رحمت سے دور گرفتار قیدی۔

حاصل: شیطان بڑا عابد و زاہد تھا لیکن آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تکبر اور انکار کیا تو ہمیشہ کے لیے لعنت کی جیل کا مستحق ہوا۔ اور مرنے کے بعد دوزخ میں گرفتار ہوگا جیسا

کہ قرآن حکیم میں اس کا قصہ مفصل مذکور ہے۔

کے را کہ خصلت تکبر بود سرش پر غرور از تصور بود
جس کی بھی عادت تکبر کی ہے بھرا سر غرور اور تصور سے ہے
جس شخص کی عادت تکبر ہوئے، اس کا سر غرور اور بہودہ خیالات سے پر ہوتا ہے۔

تشریح: غرور، گھمنڈ، فریب۔ تصور، خیال، مراد خیال فاسد ہیں۔ سرش پر غرور از تصور کی ترکیبی عبارت دراصل اس طرح ہے سرش پر از غرور و از تصور بود یعنی اس کا سر پر غرور اور تصور سے ہوئے۔ مطلب: تکبر کا سر بھرا ہوا گھمنڈ اور فاسد خیالات سے ہوتا ہے۔

تکبر بود مایہ مدبری تکبر بود اصل بدگوہری
تکبر ہوا پونجی بدگوہری کی تکبر ہوا اصل بدگوہری کی
تکبر ہے بدبختی کی پونجی تکبر ہے بدذاتی کی جڑ

تشریح: مایہ پونجی، نقدی۔ مدبری، بدبختی، ہی مصدری ہے۔ اصل جڑ، بنیاد کسی شے کی۔ بدگوہری، بداصلی، بدذاتی، کمینگی۔ اس میں یاے مصدری ہے۔
حاصل: تکبر انسان کو بدبختی اور کمینگی کی طرف ڈھکیل دیتا ہے۔

چو دانی تکبر چرامی کنی خطامی کنی و خطامی کنی
پتہ ہے تکبر کیوں کرتا ہے تو خطا کرتا ہے پس خطا کرتا ہے تو
جب جانتا ہے تو تکبر کیوں کرتا ہے تو غلطی کرتا ہے تو اور غلطی کرتا ہے تو

تشریح: دانی، مضارع کا واحد حاضر از دستن بمعنی تو جانتا ہے۔ چرا، حرف استفہام بمعنی کیوں، کس واسطے۔ خطا، گناہ، غلطی۔ غمی کنی حال کا واحد حاضر از کنی و آل از کردن مضارع اور خطامی کنی کو دوبارہ لانا تاکید کے لیے ہے۔

حاصل: تکبر کی برائی اور اس کا نقصان جاننے کے باوجود اس کا ارتکاب کرنا سخت غلطی ہے۔
(فیض کریم)

در فضیلت علم * علم کی فضیلت کے بیان میں

علم کے معنی جاننا۔ علم سے مراد علم دین ہے یعنی قرآن و حدیث اور فقہ جو کہ ضروری مسائل دینیہ کا جاننا اور عمل کرنا علم دین ہے جو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے نیز علم دین وہی معتبر ہے جس سے خدا کی پہچان اور بندوں کے حقوق کی معرفت اور سعادت دارین حاصل ہوتی ہے۔

بنی آدم از علم یابد کمال
انسان کو علم دیوے کمال
نہ از حشمت فجاہ و مال
نہ دے دبدرہ اور مال و منال
حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد علم سے پائی ہے کمال، نہ دبدرہ اور مرتبہ اور مال اور اسباب سے۔

تشریح: بنی جمع ابن کی اصل میں ابنین تھا، آقون۔ اخیر میں سے گرا دیا اور الف شروع سے بنی رہ گیا بمعنی بہت سے بیٹے مراد بنی آدم سے انسان ہیں چونکہ حضرت آدم علیہ السلام سب کے باپ ہیں اور سب سے پہلے نبی ہیں۔ کمال، تمام، تمام ہونا، بزرگی، حشمت، دبدرہ۔
مطلب: کمال انسان وہی ہے جو عالم باعمل ہو نرے مال و اسباب سے کمال حاصل نہیں ہوتا۔

چو شمع از پئے علم یابد گد اخت
ہے مثل شمع اس کے پیچھے پگھلنا
کہ بے علم نتوال خدا را شناخت
کہ بے علم رب کو نہیں سمجھنا
موم بتی کی طرح علم کے واسطے چاہئے پگھلنا
اس لیے کہ بغیر علم ناممکن ہے خدا کو پہچاننا

تشریح: چوں شمع، مثل شمع مرکب اضافی بمعنی موم بتی کی طرح۔ از پئے، واسطے، لیے۔ یابد۔ مضارع از بایستن۔ گد اخت و شناخت۔ یہ دو ماضی مصدر کے معنی میں ہیں۔ نتوال، نتواند کے معنی میں بمعنی ممکن نہیں ہے۔ لفظ یابد، شاید۔ توآں اور ان جیسے الفاظ کے بعد ماضی کا صیغہ مصدر کے معنی دیتا ہے۔ مطلب: علم حاصل کرنے کے لئے بڑی محنت اور جانفشانی کی ضرورت ہے۔ اس لیے علم صحیح کے بغیر اللہ تعالیٰ کی پہچان ناممکن ہے اور وہ علم جہالت ہے جو راہ خدا کی طرف نہ لے جائے اس شعر کی وضاحت کسی نے کیا خوب کی ہے۔

پگھلنا علم کی خاطر مثال شمع زیبا ہے۔ بجز اس کے نہیں پہچان سکتے ہم خدا کی ہے

خردمند باشد طلب گارِ علم کہ گرم ست پیوستہ بازارِ علم
عقلمند ہووے طلب گارِ علم ہمیشہ گرم ہووے بازارِ علم
عقلمند ہوتا ہے علم کا تلاش کرنے والا، اس لیے کہ بار و نوق ہے ہمیشہ علم کا بازار۔

تشریح: خردمند، عقلمند۔ طلب گار، اسم فاعل سماعی گار لگا دیا طلب امر کے اخیر میں یہ بھی ایک قاعدہ ہے بمعنی طلب کرنے والا۔ گرم، یہاں گرم سے مراد بار و نوق۔ پیوستہ، ملا ہوا، اسم مفعول ہے مراد ہمیشہ۔ مطلب: جو عقلمند ہے وہ علم دین کا طالب ہے اور وہ جانتا ہے کہ علم کا بازار ہمیشہ بار و نوق ہے طالبانِ علم دین اس بازارِ علم کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں تاہم اس بازار میں کوئی کمی نہیں آتی علم وہ دولت ہے جو لاشتی نہیں، خرچ کرنے سے کبھی گھٹتی نہیں۔

کے را کہ شد در ازل بختیار طلب کردن علم کرد اختیار
ازل میں نصیبہ ہوا جس کا یار طلب علم کی اس نے کی اختیار
جس شخص کا، ہو ا یوم ازل میں نصیبہ یار (خوش نصیب)، دنیا میں علم کا طلب کرنا کیا اختیار۔

تشریح: بختیار بمعنی نصیبہ ور، جس کا نصیبہ یار ہو، خوش نصیب جو یوم ازل اور پہلے سے ہی نصیبہ ور خوش نصیب ہے، دنیا میں علم کا متلاشی ہے۔

طلب کردن علم شد بر تو فرض دگر واجب است از پیش قطع ارض
طلب کرنا اس کا ہے تجھ پر ضرور اور اس کا سفر بھی ہے کرنا ضرور
علم کا طلب کرنا ہوا تجھ پر فرض اور واجب ہے اس کے لیے زمین کا طے کرنا، سفر کرنا

تشریح: دگر یہاں بمعنی اور یہ عطف کے لیے ہے۔ از پیش در اصل از پہلے ش تھا۔ از پہلے یعنی واسطے، لیے، پیچھے۔ ش، اس کا، اس کے، اس کی۔ قطع ارض مرکب اضافی۔ زمین کا قطع کرنا، طے کرنا یعنی سفر کرنا۔ مطلب: شعر کے پہلے مصرعہ میں اس حدیث کی طرف اشارہ کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور دوسرے مصرعہ میں اس کی طرف

علم دین کو تلاش کرو گو ملک چین یعنی دور دراز کا سفر کرنا پڑے۔ اور اطلبوا العلم ولو کان بالین کسی کا مقولہ ہے نہ کہ حدیث۔

برو دامن علم گیر استوار	کہ علمت رساند بدار القرار
پکڑ دامن علم جا استوار	کہ پہنچائے گا یہ بدار القرار
جا علم کا دامن پکڑ مضبوط	کہ علم تجھ کو پہنچائے گا جنت میں

تشریح: برو امر از رفتن۔ ب زائد، دامن علم، علم کا دامن۔ گیر امر از رفتن۔ استوار، مضبوط۔ کہ تعلیلیہ۔ علمت، ت مفعول کی ضمیر۔ علم فاعل رساند مضارع از رسانیدن متعدی مصدر پہنچانا۔ بدار القرار یعنی درجنت۔ ب بمعنی در۔ دار، گھر، قرار، سکون۔ ترجمہ ہوا۔ سکون کے گھر میں (جنت میں)۔ مطلب: علم و عمل کے دامن سے چمٹے رہنا ضرور جنت میں لیجائے گا۔ ان شاء اللہ

میا موز جز علم گر عاقلی	کہ بے علم بودن بود غافل
بجز علم عاقل نہیں سیکھنا	کہ بے علم رہنا ہے غافل پنا
مت سیکھ علم کے سوا اگر عاقل ہے تو	کہ بے علم ہونا ہے غافل رہنا

تشریح: میا موز فعل نہیں مت سیکھ، از آموختن۔ جز علم مرکب اضافی علم کے سوا۔ عاقلی عاقل ہے تو ہی حاضر کی۔ غافل میں ی مصدری۔ غافل ہونا، غافل رہنا۔ مطلب: اگر تو عاقل ہے بس بجز علم دین دوسرے علوم و فنون وغیرہ کو سیکھنے میں اولیت اور فوقیت نہ دے کیونکہ بے علم رہنا دین سے غفلت اور جہالت کا سبب ہے علم دین سے ہی عالم ہے۔

ترا علم در دین و دنیا تمام	کہ کار تو از علم گیر نظام
تجھے علم دونوں جہاں میں تمام	تیرا کام پائے گا اس سے نظام
تجھ کو علم دین و دنیا میں کافی ہے،	اس لیے کہ تیرا کام علم کی وجہ سے حال کریگا پائے گا انتظام

تشریح: تمام، پورا، کافی۔ گہرا، لیتا ہے، پالیگا۔ حاصل کرتا ہے یا کرے گا۔ نظام، انتظام۔ حاصل: یہ دونوں جہاں میں علم کافی ہے مشکلات کا حل ہے اور کاموں کی درستگی کے لیے واقعی ہے۔

در امتناع از صحبت جاہلان (جاہلوں کی صحبت سے بچنے کے بیان میں)

انتناع بروزن افتنان از افتعال، رکنا، باز رہنا، بچنا، منع کرنا، روکنا۔ جاہلان جمع جاہل کی بمعنی نادان، بے علم، مثل مشہور ہے تخم تاثیر صحبت کا اثر۔ صحبت بد سے ہمیشہ بھاگ تو۔ ورنہ بن جائے گا کالانگ تو۔ اسی لیے جاہلوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے، میل جول رکھنے سے منع کیا گیا اور یہی معنی ہیں صحبت کے (کسی کے) پاس اٹھنا بیٹھنا۔ تعلقات رکھنا، دوستی، پاس رہنا۔

مکن صحبت جاہلان اختیار	دلاگر خرد مندی و ہوشیار
نہ کر صحبت جاہلان اختیار	اے دل گر خرد مند ہے ہوشیار
مت کر جاہلوں کی صحبت اختیار	اے دل اگر عقلمند ہے تو اور ہوشیار

تشریح: دلا، منادی الف نداء۔ خرد مندی میں می حاضر کی ہے بمعنی ہستی ہے تو، ہوشیار صاحب ہوش پہلا مصرعہ شرط ہے اور دوسرا مصرعہ مکن صحبت جاہلان الخ جزا ہے۔ مطلب: لفظ دلا سے یا تو خود کو مخاطب کر رہے ہیں یا ہم اور آپ کو کہ اگر عقل و ہوش کان و گوش رکھتے ہو جاہلوں کی صحبت سے بچو۔ بچتے رہو۔

ز جاہل گر یزندہ چوں تیر باش	نیا میختہ چوں شکر شیر باش
جاہل سے بنے بھاگنے تیر جیسا	بلنا نہیں بنے شکر شیر جیسا
جاہل سے بھاگنے والا تیر کی طرح ہو جا	نہ ملا ہوا رہ شکر دودھ کی طرح

تشریح: جاہل، ان پڑھ بعض دفعہ کافر مراد ہوتا ہے۔ گر یزندہ اسم فاعل قیاسی از گر یختن چوں

مانند مثل، طرح۔ اس شعر میں چون تیر کی طرف مضاف ہے۔ باش بمعنی رہ تو امر از بود ان (خلاف قیاس) فیض کریم۔ کبھی لفظ باش کے معنی ٹھہرنے اور رکنے کے بھی آتے ہیں۔ نیا مینختہ اسم مفعول منفی اس مصرعہ میں باش کا تعلق نیا مینختہ سے ہے نہ لا ہوا رہ۔ شکر شیر کی طرح۔

مطلب: جاہل سے تیر کی طرح دور بھاگو شکر شیر کی طرح نہ مل جیسے دودھ میں شکر گھل مل جاتی ہے ایسے نہ رہو۔

ترا اژدھا گر بود یار غار	ازاں بہ کہ جاہل بود نمگار
ترا اژدھا ہو اگر یار غار	ہے جاہل سے بہتر جو ہو نمگار
تیرا اژدھا اگر ہوئے پکا دوست	اس سے بہتر ہے کہ جاہل ہوئے غم کھانے والا

تشریح: تیرا، تیرا علامت اصناف اور ت مضاف الیہ۔ اژدھا، بڑا سانپ۔ یار غار، گہرا سچا دوست یا پکا دوست۔ اس لفظ کی ابتدا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غار میں بھی دوست اور ساتھی رہے چونکہ وہ پتھے پتھے دوست تھے اس لیے یار غار کے معنی سچے پتھے دوست ہوئے۔ دوسرے مصرعہ میں کہ بیان یہ ہے۔ مطلب، ایک طرف تو سانپ کی دوستی ہے دوسری طرف جاہل کی یاری۔ شیخ فرماتے ہیں کہ سانپ کی دوستی اچھی اگر اس سے نقصان بھی ہوا تو جان کا دنیا میں اور جاہل کی یاری سے نقصان دونوں جہاں میں جان کا بھی اور ایمان کا بھی۔

اگر خصم جان تو عاقل بود	بہ از دوستدارے کہ جاہل بود
تیرا جانی دشمن اگر عاقل ہو	ہے اس یار سے خوب جو جاہل ہو
اگر تیری جان کا دشمن عقلمند ہو دے	بہتر ہے ایسے دوست جو جاہل ہو دے

تشریح: خصم، دشمن۔ دوستدارے کہ اسم موصول کہ صلہ کا۔ مطلب: عقلمند اگر چہ جانی دشمن ہوتا ہم جاہل یار سے بہتر ہے کہ اس سے تو جان ہی خطرہ میں اور اس سے دین اور ایمان خطرہ میں ہے۔

چوں جاہل کسے در جہاں خوار نیست	کہ ناداں تراز جاہلی کار نیست
مانند جاہل نہیں خوار کوئی	کہ ناداں تر اس سے نہیں کار کوئی

جاہل کی طرح کوئی شخص دنیا میں ذلیل نہیں ہے، اس لیے کہ (کوئی شخص) زیادہ نادان جہالت کے کام والے سے نہیں ہے۔

تشریح: توار، ذلیل۔ کہ تعلیلیہ، یا عاطفہ معنی اور۔ نادان تر، زیادہ نادان، زیادہ بیوقوف، اور یہ صفت ہے۔ جاہلی کار۔ مرکب لفظ ہے وہ شخص جس کے کام جہالت کے ہوں یا جہالت کے کام والا۔ اور اس کا موصوف لفظ کسے محذوف ہے یعنی کسے نادان تر۔

مطلب: جاہل کے برابر کوئی ذلیل و خوار نہیں کیونکہ جہالت کے کام والے سے زیادہ کوئی بیوقوف نہیں یا بجائے کیونکہ اور لگا کر ترجمہ کریں اگر لفظ کہ عاطفہ ہو۔ فیض کریم

ز جاہل نیاید جز افعالِ بد و زو نشنود کس جز اقوالِ بد
جاہل سے آوے نہ جز فعلِ بد سنے اس سے کوئی نہ جز قولِ بد
جاہل سے نہ آئے سوائے برے کاموں کے، اور اس سے نہ سنے کوئی سوائے بری باتوں کے۔

تشریح: ز جاہل نیاید سے متعلق اور وہ مضارع از آمدن یہاں نہ از کے معنی میں۔ جز، سوا۔ افعال فعل کی عربی جمع بمعنی کام۔ بد برا۔ افعالِ بد مرکب توصیفی۔ پھر مضاف الیہ جز مضاف کا۔ بے کاموں کے سوا یہی ترکیب جز اقوالِ بد میں ہے۔ اقوال جمع قول کی بمعنی بات جاہل اکثر و بیشتر برے کام کرتا ہے اور بری بات کہتا ہے۔ حاصل: جاہل سے برے کام اور بات ہی سرزد ہوتی ہیں کیونکہ جہالت برائی کی راہ دکھاتی ہے اور علم نیکی کی راہ۔ فیض کریم باضافہ لیسیر

سرا انجام جاہل جہنم بود کہ جاہل نکو عاقبت کم بود
جاہل کا انجام ہووے جہنم خوش انجام جاہل ہوتے بہت کم
جاہل کا انجام جہنم ہووے اس لیے جاہل اچھے انجام والا کم ہووے

تشریح: سرا انجام، آخر کار، انجام کار، کسی کام کا آخر، اور یہ مضاف ہے جاہل مضاف الیہ۔ کہ تعلیلیہ۔ جاہل، موصوف۔ نکو عاقبت، صفت۔ ترجمہ ہوا: نیک انجام جاہل۔ عاقبت، اخیر انجام۔ مطلب: اکثر جاہل کا انجام دوزخ ہے کیونکہ اس کا اخیر اچھا نہیں ہوتا۔ الا ماشاء اللہ

سر جاہلاں بر سر دار بہ کہ جاہل بخواری گرفتار بہ
سولی پہ جاہل کا سریار خوب کہ جاہل بذلت گرفتار خوب
جاہلوں کا سر سولی پر بہتر ہے، اور جاہل ذلت کے ساتھ گرفتار بہتر ہے۔

تشریح: سر جاہلاں، مرکب اضافی ہے۔ بر سر دار، سرزاند (بمعنی پر) ترجمہ ہوا سولی پر
کہ معنی اور یا بلکہ۔ دار، سولی، پھانسی۔ میں نے یہاں جاہل سے مراد کافر لیا ہے۔ پھر تو ظاہر ہے
کہ اس کے سر کا سولی پر ہونا بلکہ ذلت کے ساتھ گرفتار ہونا۔ بہتر ہے تاکہ اوروں کو عبرت ہو۔
گرفتار، قیدی، پکڑا ہوا۔

ز جاہل حذر کردن اولی بود کز و ننگ دنیا و عقبی بود
جاہل سے پرہیز بہتر ہے یا ملے اس سے دونوں جہاں میں ہے عار
جاہل سے پرہیز کرنا بہتر ہے، کہ اس کی وجہ سے دنیا و آخرت میں شرمندگی ہوتی ہے۔

تشریح: حذر کردن مصدر مرکب معنی پرہیز کرنا۔ اولی، بہتر۔ کز و ننگ دنیا و عقبی معنی
اس کی وجہ سے۔ ننگ، شرم، ندامت۔ لفظ ننگ یا تو مضاف ہے اور دنیا و عقبی معطوف علیہ
و معطوف ہو کر پھر مضاف الیہ ہوا ننگ کا۔ یا ننگ کے بعد در محذوف مان کر ترجمہ کریں۔ یعنی اس
کی وجہ سے ندامت اور شرم دنیا و آخرت میں حاصل ہونے یعنی جاہل کے پاس رہنے سہنے سے لہذا
اس سے بچنا چاہیے۔

در صفت عدل * عدل کی تعریف میں

چو آیزد ترا ایس ہمہ کام داد چرا بر نیاری سر انجام داد
جب اس نے مقاصد میں پورے کئے بھلا پھر تو انصاف کیوں نہ کرے
جب اللہ نے تجھے یہ سب مقصد دیئے، کیوں نہیں پورا کرتا ہے تو انصاف کا انجام۔

تشریح: چو، جب۔ آیزد، خدا تعالیٰ۔ کام، مقصد۔ داد ماضی کا واحد غائب بمعنی دیا

اور دوسرے مصرع میں داد یعنی عدل و انصاف ہے۔ چرا، کیوں، کس واسطے۔ بر نیاری مضارع کا واحد حاضر از بر آوردن یعنی باہر لانا یا نکالنا، اوپر چڑھنا (یا مراد) پورا کرنا، یہاں پورا کرنا مراد ہے۔ سراج نام، آخر کار کام کا سامان۔ حاصل؛ جب اللہ تعالیٰ نے تجھے سلطنت، حکومت اور سب کچھ دیا ہے تو عدل و انصاف کو خوب سراج نام دینا چاہئے، اور اس کا حق ادا کرنا چاہئے۔ فیض کریم

چو عدل ست پیرایہ خسروی چرا عدل را دل نداری قوی
 عدل جب کہ ہے زینت خسروی عدل کے لیے کیوں نہ دل دے قوی
 جب انصاف ہے بادشاہی کی زینت کیوں انصاف کے لیے دل نہیں رکھتا ہے تو قوی

تشریح؛ پیرایہ، زینت، سجاوٹ۔ خسروی، بادشاہی، منسوب خسرو کی طرف خسرو کے معنی بجاوی شان و شوکت والا بادشاہ۔ اور خسرو پرویز بن نوشیرواں بادشاہ کا نام بھی ہے نیز سیاوس بن کیکاؤس کے بیٹے کا نام بھی تھا۔ را، واسطے۔ قوی، مضبوط۔ نداری واحد حاضر مضارع کا۔ حاصل؛ عدل و انصاف بادشاہی کی زینت ہے۔ لہذا اس کے لیے دل مضبوط رکھنا چاہئے کسی قیمت پر اس نعمت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔

ترا مملکت پائیداری کند اگر معدلت دستکاری کند
 تیری سلطنت پائیداری کرے عدل کرنا گرتیری یاری کرے
 تیری بادشاہت مضبوطی (حاصل) کرے گی اگر انصاف کرنا (تیری) مدد کریگا

تشریح؛ ترا مملکت، مملکت مضارع مؤخر یعنی بادشاہی، بادشاہت سلطنت اور ترا میں ت مضارع الیہ مقدم اور را علامتِ اضافت۔ پائیداری کند فعل مضارع مرکب کا واحد حاضر بمعنی مضبوطی کرے گی۔ معدلت میم کافتحہ اور لام کافتحہ اور کسرہ دونوں درست بمعنی انصاف۔ دستکاری مدد۔ مطلب؛ اگر تو عدل و انصاف سے کام لے تو تیری حکومت مضبوط اور تیرا یہ قائم رہے گی کہ عدل و انصاف حکومت کی پائیداری کا سبب ہے۔

چو نوشیرواں عدل کرد اختیار کنوں نام نیک ست از ویادگار

کیا کسریٰ نے جب عدل اختیار کیا کسریٰ نے جب عدل اختیار کیا کسریٰ نے جب عدل اختیار کیا کسریٰ نے جب عدل اختیار کیا
 جب نوشیرواں نے عدل کیا اختیار اب تک اچھا نام ہے اس سے (اس کی) یادگار

تشریح: پتو، جب۔ نوشیرواں، ایران کے مشہور بادشاہ کا نام ہے اس کا نام انصاف کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ ۴۸ سال بڑی شان و شوکت سے حکومت کی اسی کے عہد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ لفظ نوشیرواں مرکب ہے نوشین بمعنی شیریں اور رواں بمعنی روح سے یعنی بڑھی جان۔ کنوں، اب، ابھی۔ کنوں سے پہلے نامقدر ہے یعنی تاکنوں معنی ہوئے اب تک۔ نام نیک۔ مرکب توصیفی بمعنی اچھا نام۔ یادگار، نشانی، یاد دلانے والی چیز، تحفہ حاصل؛ عدل و انصاف کی وجہ سے نوشیرواں کا نام ابھی تک زندہ ہے حالانکہ اس کی موت پر صدیاں گزر گئی ہیں۔

زمتاثر عدل ست آرام ملک کہ از عدل حاصل شود کام ملک
 عدل کے اثر سے ہے راحت ملک میں مقاصد عدل سے ہیں حاصل ملک میں
 انصاف کے اثر سے ہے ملک کا آرام اور انصاف سے حاصل ہوتا ہے ملک کا مقصد

تشریح: تاثر، اثر کرنا، اثر، خاصیت۔ آرام، چین، سکھ، سکون۔ آرام ملک مرکب اضافی اور اضافت ظرفی ہے۔ اضافت منظوف کی ظرف کی طرف بمعنی آرام ملک میں۔ حاصل؛ عدل و انصاف کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے ملک میں امن و سکون پیدا ہوتا ہے اور اہل ملک کو آرام اور راحت نصیب ہوتی ہے ہر صاحب حق کو اس کا حق ملتا ہے ملک کے باشندے شریک عناصر کے شر و فساد سے محفوظ رہتے ہیں اس طرح عدل سے اہل ملک کے تمام مقاصد حاصل ہوتے ہیں جہاں بانی اور حکم رانی کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگ آرام کی زندگی بسر کریں کوئی شخص کسی پر زیادتی نہ کرنے پائے۔

جہاں را بہ انصاف آباد دار دل اہل انصاف را شاد دار
 عدل سے تو دنیا کو آباد رکھ دل اہل فریاد کو شاد رکھ
 دنیا کو انصاف سے آباد رکھ، انصاف (چاہنے) والوں کا دل خوش رکھ۔

تشریح : اہل انصاف، مراد انصاف کے مستحق یعنی فریادی اور مظلوم۔ شاد دار، فعل امر مرکب بمعنی خوش رکھ۔ حاصل : انصاف کر کے دنیا کو آباد رکھنا چاہئے کیوں کہ ظلم سے دیرانی اور بربادی پیدا ہوتی ہے اور مظلوم اور داؤخواہ اور فریادی کا بذریعہ انصاف کے دل خوش کرنا چاہئے کہ اس کی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے۔

جہاں را بہ از عدل معمار نیست
تجھے بہتر اس سے نہ معمار کوئی
کہ بالا ترا از معدلت کار نیست
عدل سے نہیں بالا تر کار کوئی
دنیا کے لیے بہتر عدل سے آباد کرنے والا نہیں ہے
اور زیادہ بلند انصاف سے کوئی کام نہیں ہے

تشریح : را، واسطے۔ بہ، بہتر، معمار، اسم آلہ بمعنی اسم فاعل یعنی آباد کرنے والا۔ اس سے یلئے تنکیر محذوف ہے۔ حاصل : دنیا کی آبادی کا بہترین ذریعہ انصاف ہے اور انصاف ہی سب سے اونچا اور بہتر کام ہے۔

ترا ز میں بہ آخر چہ حاصل بود
آخر تجھے اس سے بہتر کیا حاصل
کہ نامت شہنشاہ عادل بود
کہ ہونام تیرا شہنشاہ عادل
تجھے اس سے بہتر آخر کیا حاصل ہووے
کہ تیرا نام عادل بادشاہ ہووے

تشریح : ترا، تجھے، تجھ کو۔ ز میں، ان میں کا مخفف ہے اور اس میں اضافت مقولہ دراصل شاہ شایان تھا بمعنی بادشاہوں کا بادشاہ درحقیقت اس کا مصداق باری تعالیٰ ہے مجازاً دنیا کے کسی بڑے بادشاہ کو بول دیتے ہیں۔ حاصل : انصاف کے دوسرے فائدوں سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ نفع بھی کچھ کم نہیں ہے کہ دنیا میں نیک نامی نصیب ہوتی ہے اور دنیا عادل بادشاہ کہہ کر پکارتی ہے۔

اگر خواہی از نیک بختی نشان
چاہے نشان نیک بختی کا گر
در ظلم بستدی بر اہل جہاں
در ظلم دنیا پہ تو بند کر
ظلم کا دروازہ بند کرے تو دنیا والوں پر
اگر تو چاہتا ہے نیک بختی کا نشان

تشریح: خواہی، واحد حاضر مضارع کا از خواستن۔ آڑ بڑائے اضافت ہے۔ ترکیبی عبارت یوں ہے نشان نیک نختی مرکب انمانی ہے بمعنی خوش نصیبی کا نشان۔ در ظلم مرکب اضافی۔ در دروازہ ظلم بے موقعہ کام کرنا، یا کسی چیز کو بے محل رکھنا، کسی کا حق ضائع کرنا، کسی کو ستانا۔ بندی مضارع کا واحد حاضر از بستن تو بند کرے لیکن یہاں بمعنی امر ہے۔ حاصل: اے مخاطب اگر خوش نصیبی اور سعادت مندی کا نشان چاہتا ہے تو مخلوق پر ظلم نہ کر اور نہ کسی کو ظلم کرنے دے۔

فائدہ: کریمہ کے بعض نسخوں میں یہ شعر اور اس کا بعد والا شعر ظلم کے بیان میں لکھے ہوئے ہیں

رعایت دریغ از رعیت مدار مراد دل داد خواہاں بر آر
 عدل کو رعیت سے ہرگز نہ روک مقصد بر آری کر ان کی بے ٹوک
 انصاف دور رعیت سے مت رکھ، انصاف چاہنے والوں کے دل کی مراد پوری کر۔

تشریح: رعایت، نگہبانی، طرفداری، انتظام مملکت۔ مراد یہاں عدل و انصاف ہے۔ دریغ حسرت، افسوس، غم، یہاں دور کے معنی میں ہے۔ رعیت، پبلک، رعایا، جو کسی حاکم کے ماتحت ہو۔ مدار، نہی کا واحد حاضر مراد، مقصود۔ داد خواہاں۔ داد خواہ کی جمع بمعنی انصاف چاہنے والے لوگ۔ بر آر امر از بر آوردن بمعنی پورا کرنا۔

حاصل: رعیت سے انصاف اور رعایت کا دروازہ بند نہ کرنا چاہتے اور انصاف کے طالب مظلوم لوگوں کا مقصد پورا کرنا چاہتے۔

ظلم کی برائی میں



در مذمتِ ظلم

ظلم، شرعاً عرفاً قانوناً ہر اعتبار سے جرم ہے قرآن و حدیث میں اس کی شدید مذمت اور برائی آئی ہے ایک حدیث میں ہے الظلم ظلمات یوم القیامۃ (بخاری و مسلم) کہ ظلم قیامت کے دن کے اندھیروں اور ظلمتوں کا سبب ہے اس لیے حتی الامکان اس سے بچنا چاہئے۔

خرابی زبیداد بیتد جہاں چوبستاں خرم ز بادِ خزاں
 خرابی ظلم سے ہے دیکھے جہاں جیسے ہر باغ پت جھڑ کی آن

بربادی ظلم سے دیکھتی ہے دنیا جیسے تروتازہ باغ پت جھڑکی ہوا ہے

تشریح : خرابی، تباہی، بربادی۔ زبیداد، اس میں زاز کا مخف ہے اور نسبت کے لیے ہے۔ بیداد، ظلم، ظالم۔ بستاں، بوستاں کا مخف ہے بمعنی باغ۔ خرم، بضم خا ورا مشدد بمعنی تروتازہ، سیراب، خوش۔ بستانِ خرم، مرکب تو معنی ہے۔ زاز بمعنی ہے۔ باد، ہوا۔ خزاں، بفتح و سا پت جھڑ۔ خزاں، مرکب ہے خزا اور ان سے خزا ایک قسم کا پوستین ہے جو سردیوں میں پہنا جاتا ہے اور الف وزن نسبت کے لیے ہے یعنی خزا والا موسم یعنی سردیوں کا موسم پت جھڑ۔ حاصل : جس طرح خزاں کی ٹھنڈی ہوا سے سرسبز و شاداب باغ اجڑ جاتا ہے اسی طرح ظلم سے ملک بھی برباد اور تباہ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے ظلم سے بہرہ ورت بچنا چاہئے۔

مدہ رخصتِ ظلم در آسج حال کہ خورشیدِ ملکیت نیسا بد زوال
پھٹی نہ دے ظلم کی کسی حال کہ سورج تیرا تانپا وے زوال
مت دے ظلم کی اجازت کسی حال میں، تاکہ تیرے ملک کا سورج نپا وے زوال۔

تشریح : مدہ، مت، دے، دادن سے نہی کا واحد حاضر ہے۔ رخصت، اجازت۔ کہ بمعنی تاکہ۔ خورشید، سورج، روشن سورج۔ ملکیت تیرا ملک۔ نیابد، نہ پاوے، یافتن سے مضارع منفی کا واحد غائب ہے۔ زوال نیست نابود ہونا، جاتا رہنا۔ حاصل : غصہ ہو یا دشمنی کسی حال میں ظلم کی اجازت نہ دینی چاہئے ورنہ ملک کی رونق ختم ہو جائے گی بلکہ ممکن ہے کہ ظلم کے نتیجے میں رعیت بغاوت پر مجبور ہو کر حکومت ہی چھین لے۔

کسے کاتش ظلم زد در جہاں بر آورد از اہل عالم فغاں
کیا ظلم دنیا میں جس نے وزور نکلا ہے دنیا کے لوگوں سے شور
جس شخص نے ظلم کی آگ لگائی دنیا میں، نکالی اس نے اہل جہاں سے سریاد۔

تشریح : کسے، جس شخص نے، اسم موصول۔ کاتش میں کاف حرف صلہ ہے۔ آتش زد میں زد ماضی ہے از مصدر زدن۔ مرکب آتش زدن بمعنی آگ لگانا، بر آورد، از بر آوردن ماضی کا

واحد غائب، بمعنی نکالی، لی، بلند کی، فغان، فریاد، شور فریاد میں نالہ سے بلند آواز ہوتی ہے۔
اہل عالم، اہل جہاں، دنیا والے۔

حاصل: یہ ہے کہ ظلم و ستم سے لوگ بارگاہ الہی میں آہ و زاری اور فریاد کرتے ہیں جس کا نتیجہ ظالم کے
حق میں اچھا نہیں نکلتا یعنی بربادی ہے۔

زند سوز او شعلہ در آب و گل	ستم کش گر آہے بر آرد ز دل
تتیں آب و گل جلن اس کی مارے	مظلوم اگر دل سے آہ آہ پکارے
مارے اس کی جلن شعلہ تری اور خشکی میں	مظلوم اگر کوئی آہ پکارے دل سے

تشریح: ستم کش مظلوم، اسم فاعل ستمی۔ ظلم کھینچنے والا، ظلم اٹھانے والا، آہے میں یا وحد
کے لیے ہے ایک یا کوئی آہ، فیض کریم میں کہا بقول بعضے یا تغلیل کے لیے ہے یعنی تھوڑی سی آہ،
سوز، جلن، شعلہ، لپٹ، زند شعلہ، شعلہ مارے یعنی برباد کرے، یہاں آب و گل سے مراد تری و
خشکی ہے۔ مطلب: مظلوم کی ایک آہ تری و خشکی میں ہلاکت کا سبب ہو جاتی ہے۔

بندیش آخر ز تنگی گور	مکن بر ضعیفاں بیچارہ زور
فکر کر تو آخر بہ تنگی گور	نہ کر توبے چارے ضعیفوں پہ زور
سوچ آخر قبر کی تنگی	مت کر بے چارے کمزوروں پر ظلم

تشریح: مکن زور، زور کا تعلق مکن سے اور زور کے معنی ظلم، ضعیفاں، ضعیف کی جمع کمزور
بے چارہ صفت بمعنی بے تدبیر، بے سہارا۔ بندیش، امر ہے۔ تنگی گور، مرکب اضافی، بیچارے
کمزوروں پر ظلم نہ کر، نہیں تو قبر میں بھنجیگا اس کی تو فکر کر۔

بازار مظلوم مائل مباش	ز دور دل خلق غافل مباش
کسی کے ستانے پہ مائل نہ ہو	دل کے دھویں سے بھی غافل نہ ہو
مظلوم کے ستانے کی طرف مائل مت ہو، مخلوق کے دل کے دھویں سے غافل مت ہو۔	

تشریح: بازار میں با بمعنی طرف، آزار، تکلیف، مراد یہاں ستانا۔ ذسے، دور دل خلق، دور

مضات، دل مضات الیہ مضات، خلق مضات الیہ، مخلوق کے دل کے دھویں، مراد آہ ہے۔
مطلب: کسی پر بھی ظلم نہ کر چونکہ مظلوم کی آہ رنگ لاتی ہے اس لیے اس سے بے خبر نہ رہو۔

مکن مردم آزاری اے تندرای کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدای
نہ کر ظلم لوگوں پر اے تندرائے کہ ایک دم تجھے پہنچے قہر خدائے
مت کر ظلم یا لوگوں کو ستانا اے بیوقوف، کیونکہ اچانک پہنچے گا تجھ پر خدا کا غصہ۔

تشریح: مردم آزاری میں یا مصدری ہے بمعنی لوگوں کو ستانا۔ یا لازمی معنی ظلم۔ تندرای
بے وقوف بے عقل، قہر خدا مرکب اضافی خدا کا قہر یعنی عذاب جو نتیجہ ہے قہر کا۔
مطلب: اے بے عقل لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو تجھ پر اچانک اللہ کا غصہ
نازل ہو پھر تو عذاب الہی میں گرفتار ہو۔ توبہ کی بھی توفیق نہ ہو۔

ستم بر ضعیفان مسکین مکن کہ ظالم بدوزخ رود بے سخن
نہ کر ظلم کمزور مسکین پہ ظالم کہ دوزخ میں جائیگا بے بات ظالم
ظلم مسکین کمزوروں پر مت کر۔ کیونکہ ظالم و دوزخ میں جائیگا بے بات یعنی بلاشبہ یا بلا اختلاف۔

تشریح: مسکین، محتاج، عاجز کہ تعلیلیہ۔ بے سخن۔ ممکن ہے سخن سے مراد کسی کی بات یا قول
ہو۔ یعنی بغیر کسی کے اختلافی قول کے۔ مطلب کسی محتاج کمزور پر ظلم نہ کر اس لیے کہ وہ ظلم
دوزخ میں لے جانے والا ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اس پر سبھی متفق ہیں کسی کا
اختلاف نہیں۔

در صفت قناعت * قناعت کی تعریف میں

جو کچھ ملے اس پر صبر کرنا زیادہ کی حرص نہ کرنا قناعت ہے استغناء قلب قناعت کے
سبب حاصل ہوتا ہے جو بڑی دولت ہے۔ حدیثوں میں اس کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں

دلاگر قناعت بدست آوری در اقلیم راحت کنی سروری

اے دل گر قناعت تیری یار ہو ملک میں تو راحت کے سردار ہو
اے دل اگر قناعت حاصل کرے تو، راحت کے ملک میں کرے گا تو سرداری۔

تشریح: دلا، اے دل۔ بدست آوردن، حاصل کرنا، اختیار کرنا۔ اقلیمِ راحت،
مرکبِ اضافیِ راحت کا ملک۔ راحت کو ملک سے تشبیہ دی گئی۔ سروری، سرداری۔
مطلب: قناعت اختیار کرنے سے سکونِ قلب حاصل ہوتا ہے جب کہ حرص کی آڑ میں دل
بے چین رہتا ہے اور قناعت سے دنیا میں بھی راحت ملتی ہے اور آخرت میں بھی دائمی راحت
نصیب ہوتی ہے۔

اگر تنگ دستی زسختی منال کہ پیش خردمند پیچ ست مال
نرورو کے مفلس بگاڑ اپنا حال عقلمند کے آگے نہیں کچھ ہے مال
اگر تنگ دست ہے تو سختی سے مت رو، اس لیے کہ عقلمند کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے مال

تشریح: تنگ دستی میں ی حاضر کے لیے۔ اگر تنگ دست ہے تو۔ زسختی، سختی سے۔ یہ متعلق ہوا
منالِ نبی کے از نالیدن۔ پیش خردمند، عقلمند کے نزدیک پیچ۔ کچھ بھی نہیں، معدوم، حقیر چیز،
ناچیز۔ مطلب: اگر آپ غربت اور افلاس کے مارے ہوئے ہیں دل برداشتہ نہ ہوں کیونکہ یہ
دنیوی مال ایک حقیر فانی چیز ہے۔ ایک آیت کا مفہوم ہے اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ سب انسان
کافر ہو جائیں گے تو اللہ کافروں کے مکانوں کی چھت اور سیڑھیاں سونے چاندی کی بنا دیتے۔

ندارد خردمند از فقر عار کہ باشد نبی راز فقر افتخار
نہ رکھے عقلمند فاقہ سے عار نبی جی کو فاقہ سے ہے افتخار
نہ رکھے عقلمند فاقہ سے عار کہ تھا نبی کو فاقہ سے فخر

تشریح: ندارد، مضارع یہاں حال کے معنی بھی لیے جاسکتے ہیں۔ عار، وہ ہے جو نیک کام
سے مانع ہو۔ شرم جو برے کام سے روکے۔ فیضِ کریم میں کہا کہ باشد بمعنی بود ہے۔ فقر، فاقہ
افتخار، فخر، ناز۔ مطلب: عاقل آدمی فقر و فاقہ کی زندگی سے نہ گھبراتا ہے اور نہ کوئی عار

محسوس کرتا ہے کہ حدیث میں وارد ہے ”الفقر فخری“ فاتحہ میرے لیے فخر ہے چنانچہ آپ نے باختیار خود فقر و فاقہ کو دعوت دی اس کے باوجود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پہاڑوں کو سونا بنا دینے کا وعدہ کیا گیا۔ یہ اختیاری فقر اچھی چیز ہے۔ اور شامتِ اعمال کی بنا پر اس سے دوچار ہو تو مذموم ہے۔

غنی را زرو سیم آرایش ست ولیکن فقیر اندر آسایش ست
سیم وزر سے ہو غنی کو زیب زیب ہے فقیر آرام میں بے رب ربیب
مالدار کے لیے سونا اور چاندی زینت ہے اور لیکن فقیر آرام میں ہے

تشریح: غنی، مالدار۔ آرایش، زینت۔ آسایش، آرام، راحت۔ مطلب، غنی کے لیے سونا چاندی زیب و زینت کا سبب ضرور ہے نہ کہ راحتِ قلبی کا کہ وہ ہر دم مال کے حاصل کرنے اور جو ہے اس کی حفاظت کے لیے بے چین رہتا ہے۔ بخلاف اس فقیر کے جو قانع ہے اور یاد الہی میں لگا ہے وہ سراسر آرام میں ہے۔

غنی گر نباشی مکن اضطراب کہ سلطان نخواہد خراج از خراب
غنی گر نہیں تو نہ بد لے مزاج کہ سلطان نہ بنجر سے چاہے خراج
مالدار اگر نہیں ہے تو مت ہو بے چین، کیونکہ بادشاہ نہیں چاہتا ہے محصول اجاڑ زمین سے۔

تشریح: مکن، مشوکے معنی میں لیا جائے۔ اضطراب، بے چین۔ خراج (تینوں حرکتوں کے ساتھ) ٹیکس۔ محصول، لگان۔ خراب، دیران، اجاڑ، جو بنجر زمین قابل کاشت نہ ہو۔
مطلب: اگر کوئی مالدار نہیں ہے کیوں پریشان ہوتا ہے کہ وہ تو ہر طرح کی وصولیابی سے آزاد ہے اور بے فکر۔

قناعت بہر حال اولیٰ ترست قناعت کند ہر کہ نیک اخترست
قناعت تو ہر حال میں بہتر ہے قناعت کرے جو کہ نیک اختر ہے
قناعت ہر حال میں بہتر ہے، قناعت کرتا ہے وہ جو نیک نصیب ہے۔

تشریح: بہر حال میں رب (یعنی میں) اور فیض کریم میں کہنا کہ اولیٰ کے بعد تر کا اضافہ محض اہل فارس کا تصرف ہے اس کی ضرورت نہیں کیونکہ اولیٰ خود اسم تفضیل ہے۔ نیک اختر۔ نیک نصیب خوش نصیب۔ مطلب: ظاہر ہے کہ ہر حالتِ خوشحالی و تنگ حالی میں قناعت بہتر ہے۔ اور یہ نیک نصیب لوگوں کا کام ہے۔

ز نور قناعت برافروز جاں اگر داری از نیک بختی نشان
منور قناعت سے کر اپنی جان اگر نیک بختی سے رکھے نشان
قناعت کے نور سے روشن کر جان اگر رکھتا ہے تو نیک بختی کا نشان

تشریح: نور، روشنی، جو چیز خود ظاہر ہو دوسرے کو نور اور روشن کرے یا ظاہر کرے برافروز، برزاند۔ باقی امر ہے۔ داری، بعض نسخوں میں لفظ خواہی ہے۔ جان سے مراد روح۔ مطلب: قناعت ایک نور ہے جس سے روح کو نور اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے اس لیے قناعت اختیار کرو۔

در مذمت حرص * حرص کی برائی کے بیان میں

حرص ضرورت سے زائد کی طلب یہ برامرض ہے حرص کی آنکھ کے پیالہ کو یا تو قناعت پر کرتی یا قبر کی مٹی۔

آیا بتلا گشتہ در دام حرص شدہ مست و لایعقل از جا حرص
ہوا بتلا جو کہ دام حرص میں ہو امست بے عقل ہے وہ حرص میں
اے (فلاں جو) بتلا ہو گیا ہے حرص کے جال میں، ہو گیا مست اور بے عقل جو کہ حرص کے پیالہ سے

تشریح: آیا، یعنی اے حرفِ ندا۔ بتلا، آزمایا ہوا۔ رخ و بلا میں گرفت یا پھنسا ہوا۔ گشتہ، شدہ۔ مست، بیہوش۔ لایعقل، بے عقل، ناسمجھ۔

مکن عرضاتِ تحصیلِ مال کہ ہم نریخ گوہر نباشد سفال

نہ کر عرضائے تحصیل مال کہ موتی کے بہاؤ نہ ہوتے سفال
مت کر عرضائے مال کے حاصل کرنے میں، اس لیے کہ موتی کے برابر بھاد نہیں ہوتا ہے ٹھیکرا،
ظاہر ہے کہ ٹھیکرے کی کوئی قیمت نہیں۔

تشریح: ضائع، برباد۔ تحصیل مال یعنی دراصل حاصل کر دینا مال۔ ہم نرخ، برابر قیمت۔ گوہر
موتی۔ سفال، ٹھیکری، ٹھیکرا۔ مطلب: شیخ فرماتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو حرص میں
گرفتار دنیا کے پیچھے دیوانہ وار پھرتے ہیں اور دنیوی مال و اسباب کے زیادہ حاصل کرنے میں اپنی
عمر عزیز برباد کرتے ہیں حالانکہ عمر مثل موتی اور مال مثل ٹھیکری کے ہے کہ ایسا نہ کرو یعنی عمر مال کے
پیچھے نہ گنواؤ بلکہ عمر باقی رہنے والے اچھے اعمال میں صرف کرو تاکہ آخرت میں ان کا ثواب حاصل ہو

ہر آنکس کہ در بند حرص او فتاد دھد خرمین زندگانی بباد
جو لالچ کے پھندے میں ہے پھنس گیا کریگا عمر اپنی برباد آہ
جو شخص حرص کے جال میں پھنس گیا، برباد کرتا ہے وہ زندگانی کا کھلیان۔

تشریح: بند، قید، جال۔ او فتاد ماضی گرا، پھنسا۔ دہد بباد دراصل بباد ذہب اور یہ
مضارع از دادن بباد دادن بمعنی برباد کرنا۔ اب ترجمہ ہوا برباد کرتا ہے یا کر رہا ہے۔ خرمین،
کھلیان یا فلد کا ڈھیر تشبیہ دی ہے عمر کو غلہ کے ڈھیر سے۔ خرمین زندگانی مرکب اضافی ہے۔
مطلب: ظاہر یہ ہے کہ حرص آدمی اپنی زندگی کے ڈھیر کو حرص ہی کی نظر کر دیتا اور زیادہ طلبی
میں گنوا دیتا ہے۔

گر فتم کہ اموالِ قارون تراست ہمہ نعمت ربیع مسکوں تراست
ہے قارون کا مال گو تیرے پاس مال جہاں کل کا ہو تیرے پاس
مانا میں نے کہ قارون کا مال تیرے لیے ہے، پوری دنیا کی سب نعمت تیرے لیے ہے۔

تشریح: گر فتم، ماضی مطلق واحد متکلم از گرفتن بمعنی پکڑنا و قبول کرنا و ماننا یعنی میں نے مانا۔
اموال جمع مال کی قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بہت مالدار ہوا اور بخیل اتنا مالدار کہ

اس کے خزانے کی چابی اتنی زیادہ تھیں جنہیں ایک طاقتور جماعت اٹھا پاتی تھی کفر اور بخل کے سبب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے مع ساز و سامان اور مال کے زمین میں دھنسا دیا گیا ہے قرآن شریف کے بیسویں پارے میں اس کا پورا قصہ موجود ہے۔ تراست ترا بمعنی تجھ کو یا تیرے لیے۔ است بمعنی ہے یعنی تیرے لیے یا تیرے واسطے ہے۔ ہم نعمت مضاف مرکب ہے یعنی سب نعمت ربیع مسکون۔ نیز مضاف الیہ مرکب ہے بمعنی پوری دنیا یا چوتھائی آبادی کیونکہ ساری دنیا کے تین حصہ میں پانی ہے اور چوتھائی حصہ آبادی ہے۔ لہذا مراد ساری دنیا جو آبادی والی ہے۔ مطلب: یہ ہے چاہے تو قارون جیسا مالدار ہو یا ساری دنیا کی نعمت کا ٹھیکیدار ہو۔ ایک دن ضرور مرے گا۔

خوابی شد آخر گرفتار خاک چوں بیچارگان بادلِ دردناک
ہوگا تو آخر گرفتار خاک اور عاجز رہے بادلِ دردناک
ہوگا تو آخر گرفتار مٹی قبر میں، بیچاروں کی طرح دردناک دل کے ساتھ۔

تشریح: بیچارگان، جمع بیچارہ کی۔ دلِ دردناک۔ مرکب توصیفی۔ لفظ اموال۔ قارون ربیع مسکون کی تشریح بیان در مذمت بخل میں دیکھو۔

مطلب: یہ مانا کہ تیرے پاس قارونی خزانہ اور دنیا بھر کی دولت ہے آخر ایک دن بیسیوں اور بیچاروں کی طرح قبر میں جانا ہے اور تنہا رہنا ہے نہ مال و دولت ساتھ نہ نعمت پاس بس اعمال صالحہ بہترین ساتھی ہیں۔

چراغی گدازی ز سودائے زر چراغی کشتی بارِ محنت چو خر
کیوں پگھلتا ہے تو زر کے واسطے مثل خر محنت کرے کس واسطے
کیوں پگھلتا ہے سونے کے خیال میں کیوں کھینچتا ہے محنت کا بوجھ مثل گدھے کے

تشریح: می گدازی، حال از گداختن۔ سودائے زر، سودائے، خیال۔ جنون، عشق بار، بوجھ۔ چو خر، مرکب اضافی۔ چو بمعنی مانند مثل۔ خر، گدھا یعنی گدھے کے مثل، مطلب آگے آ رہا ہے۔

چرامی کشتی محنت از بہر مال کہ خواہد شدن ناگہاں پائمال
کیوں زیادہ تو محنت کرے بہر مال کہ ہو جائیگا ناگہاں پائمال
کیوں کھینچتا ہے محنت مال کے واسطے ، کہ ہو جائے گا اچانک پائمال (برباد)

تشریح: پائمال، شدن، برباد ہونا۔ ناگہاں، اچانک
مطلب: مال و زر کی فکر میں نہ تو پگھل اور نہ ہی زیادہ محنت کر کہ اصل کاموں سے بھی غافل ہو جائے
اس مال و زر کو فنا ہے اور تجھے مرنا ہے۔

چناں دادہ دل بہ نقشِ درم کہ ہستی زدوش ندیم ندیم
دیا تو نے یوں دل بنقشِ درم ہوا اس کی لذت سے یارِ ندیم
ایسا دیا ہے تو نے دل درم کے نقش پر، کہ ہے تو اس کی لذت سے ندامت کا ساتھی۔

تشریح: چناں، ایسا، اس کی مانند۔ دادہ ماضی قریب واحد از دادن۔ نقشِ درم، نقش
ٹھپا، چھاپ۔ درم، ایک چاندی کا سکہ جو ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا تھا۔ ذوق، لذت، مزہ
ندیم، ساتھی۔ ندامت، شرمندگی۔ دل بر چیز دادن مراد کسی چیز پر عاشق ہونا محاورہ ہے
مطلب: اے انسان تو روپے پیسے پر ایسا عاشق ہے کبھی اسی کے مزہ میں ایسا بخود اور
حد سے آگے ہے کہ شرمندگی کا منہ دیکھتا ہے۔ جائز، ناجائز کا کچھ پتہ نہیں بس مال ملے۔

چناں عاشقِ روئے زر گشتہ کہ شوریدہ احوال و سرگشتہ
کیوں عاشقِ مال و زر کا ہے ناداں ہوا ہے پریشان حال اور حیراں
ایسا عاشقِ سونے کی صورت کا ہوا ہے تو، کہ پریشان حال اور حیراں ہوا ہے تو۔

تشریح: چناں، ایسا۔ عاشقِ مضاف، روئے زر مرکب اضافی مضاف الیہ یعنی سونے
یا اشرفی کی صورت کا عاشق۔ گشتہ ماضی قریب، ہوا ہے تو۔ شوریدہ احوال، پریشان حال
سرگشتہ بمعنی حیراں ہوا ہے تو۔

مطلب: تو مال کا ایسا دیوانہ ہوا کہ اس کی طلب میں پریشان حال اور حیراں ہو گیا۔ نردن

میں چین نہ رات کو آرام۔

چنان گشتہ صید بہر شکار کہ یادت نیاید ز روز شمار
ہوایوں شکار ہے برائے شکار تجھے یاد آوے نہ روز شمار
ایسا ہو گیا ہے تو شکار شکار کے واسطے، کہ یاد تجھے نہیں آتی ہے قیامت کے دن کی۔

تشریح، صید، شکار۔ بہر شکار، شکار کے واسطے، یہ مرکب اضافی ہے بہر شکار میں شکار سے مراد دنیا ہے۔ یادت میں ت مفعول کی۔ نیاید فعل مضارع منفی۔ ز روز شمار ز جارہ روز شمار مجرور اور مرکب اضافی پھر متعلق ہوا فعل کے یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ دنیا تیرے تابع اور شکار ہوتی..... اور اٹا تو اس کا شکار اور تابعدار ہو گیا۔

در صفت طاعت و عبادت * فرمانبرداری اور عبادت کی تعریف میں

کے را کہ اقبال باشد غلام بود میل خاطر بطاعت مدام
جس کا نصیبہ ہوا ہے غلام عبادت پہ مائل ہوا ہے مدام
جس شخص کا نصیبہ ہوئے غلام ہووے دل کامیلان اطاعت کی طرف ہمیشہ

تشریح، اقبال، خوش نصیبی، نصیبہ۔ میل، میلان، جھکاؤ، رغبت، خواہش۔ مدام ہمیشہ۔ مصرعہ اول یوں ہے۔ کے را اقبال غلام او باشد اور دوسرا مصرعہ کی تقدیر عبارت یوں ہے۔ مدام میل خاطر شس بطاعت بود۔

مطلب: نصیبہ و آدمی کے دل کامیلان اور جھکاؤ ہمیشہ اللہ رب العزت کی عبادت کی طرف ہوتا ہے۔ فیض کریم

نشايد سراز بندگی تافتن کہ دولت بہ طاعت تو او یافتن
عبادت سے لائق نہیں سر پھرانا کہ دولت بھی طاعت سے ممکن ہے پانا
نہیں لائق ہے سر بندگی سے پھیرنا اس لیے کہ دولت اطاعت کے سبب ممکن ہے پانا یعنی

رہا سکتا ہے)

تشریح: نشاید، نہیں لائق ہے، نہیں چاہیے۔ بندگی، عبادت، غلامی، فرمانبرداری۔
سرتافتن، سرپھرانا، سرکشی کرنا، انکار کرنا۔ کہ تعلیل یہ ہے۔ بطاعت میں ب سبب یہ ہے۔ تو اس
قدرت، طاقت، ممکن ہونا، مراد یہاں ممکن ہے۔ یافتن، پانا۔ تو اس یافتن ممکن ہے، پانا،
پاسکتا ہے۔ مطلب: عبادت الہی سے مزہ نہ موڑنا چاہئے بلکہ سر تسلیم خم ہونا چاہئے کیوں کہ
دونوں جہاں کی دولت عبادت الہی کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر دنیا میں زیادہ نہ ملے تو
بقدر کفایت ضرور ملے اور اس پر طمانیت قلب اور دل کا سکون حاصل ہو۔ یہ کیا کم ہے اور کثرت
میں تو زیادہ ملنا یقینی ہے اور اصل وہی ہے۔

سعادت ز طاعت میسر شود دل از نور طاعت منور شود
سعادت بھی طاعت سے ہو دے میسر دل نور طاعت سے ہو دے منور
نیک بختی عبادت سے میسر ہوتی ہے دل عبادت کے نور سے منور ہوتا ہے

تشریح: سعادت، نیک بختی۔ میسر، حاصل۔ منور، روشن۔

مطلب: دونوں جہاں میں نیک بختی عبادت کی وجہ سے ملتی ہے اور عابد کا دل عبادت
کی برکت سے روشن ہوتا ہے۔ پھر وہ بُرے بھلے کی تمیز کرتا ہے کہ گناہ اور نافرمانی ایک تاریکی
اور سیاہی ہے جو دل پر ایک دھبہ ہے جس سے دل سیاہ ہوتا ہے پھر برائی کو برائی نہیں سمجھتا۔
نہ بھلائی کو بھلائی۔
(فیض کریم باضافہ)

اگر بندی از بہر طاعت میاں کشاید در دولت جاوداں
تو باندھے اگر بہر طاعت مگر کھلے گا ہمیشہ کی دولت کا در
اگر باندھے تو عبادت کے واسطے مگر کھلے گا ہمیشہ رہنے والی دولت کا در

تشریح: بندی، مضارع کا واحد حاضر از بستن میاں، مگر۔ کربستن کنایہ ہے کسی کام کے
پے تیار اور آمادہ ہونے سے۔ کشاید مضارع از کشودن یہاں لازمی معنی مراد ہیں۔ جاوداں

ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی۔ حاصل، عبادت الہی سے مقبولیت اور ولایت کا مقام نصیب ہوتا ہے جس سے دنیا میں سکون قلبی اور آخرت میں دائمی راحت نصیب ہوتی ہے اور یہی تو دائمی دولت ہے۔

زطاعت نہ پیچید خرد مند سر کہ بالا از طاعت نباشد ہنر
نہ پھیرے عقلمند طاعت سے سر کہ طاعت سے اوپر نہیں ہے ہنر
عبادت سے نہیں پھیرتا ہے عقلمند سر، اس لیے کہ اونچا عبادت سے نہیں ہے کوئی ہنر۔

تشریح: نہ پیچید مضارع منفی واحد فاعل از پیچیدین بمعنی پھیرنا۔ بالا، بلند، اونچا، بہتر
ہنر، خوبی کا کام۔ مطلب: عقلمند عبادت اور طاعت سے کبھی سر نہیں پھرتا کیونکہ اس
سے بڑھ کر کوئی کام اور ہنر نہیں ہے۔

بہ آب عبادت وضو تازہ دار کہ فرد از آتش شوی رستگار
پانی سے کرے وضو تو دوبارہ طے آگ سے کل تجھے چھٹکارہ
عبادت کے واسطے وضو تازہ رکھ، تاکہ کل قیامت میں آگ سے ہوئے تو چھٹکارا پانے والا۔

تشریح: بہ جار۔ آب عبادت، مرکب اضافی مجرور پھر متعلق ہوا تازہ دار کے اور بعض
شعروں میں باب عبادت ہے۔ کہ تعلیلیہ۔ فردا، کل یعنی روز قیامت، یا آخرت۔ آتش، آگ
(دوزخ) شوی، مضارع از شدن۔ رستگار، اسم فاعل سماعی از رست و گار بمعنی نجات اور
چھٹکارہ پانے والا۔ مطلب: عبادت کے واسطے یا عبادت کے قابل پاک پانی سے
وضو پر وضو رکھ یعنی ہمیشہ با وضو رہ تاکہ آخرت میں دوزخ سے چھٹکارہ طے۔

نماز از سر صدق بر پائے دار کہ حاصل کنی دولت پائیدار
عبادت صداقت سے رکھ پائیدار کہ حاصل کرے دولت پائیدار
نماز سچائی کے خیال سے قائم رکھ تاکہ حاصل کرے تو پائیدار دولت

تشریح: سر، خیال، ارادہ نیز زائد بھی ہوتا ہے۔ صدق، سچائی از سر صدق سے مراد اخلاص

نیت اور سچائی ہے۔ پائیدار، مضبوط۔ مطلب؛ نمازِ خلوص نیت سے ادا کرنے کو دکھلاوے کے لیے کہ نماز کے ذریعہ پائیدار دولت یعنی دلی سکون اور راحتِ آخرت میں حاصل ہو دے گی۔

زطاعت بود روشنائی جاں کہ روشن ز خود شید باشد جہاں
طاعت سے ہو روشنی جان کو جیسا کہ سورج سے ہو جہاں کو
عبادت سے ہوتی ہے روشنی جان (روح) کی روشنی، جیسا کہ روشن سورج سے ہوتی ہے دنیا۔

تشریح؛ جان سے مراد روح۔ روشنائی، روشنی۔ کہ تشبیہ کا یعنی جس طرح سورج سے دنیا روشن ہوتی ہے ایسے ہی طاعت سے روح کو روشنی ملتی ہے۔

پرستندہ آفرینندہ باش در ایوان طاعت نشینندہ باش
خالق کارہ تو اطاعت پذیر طاعت کے گھر میں اقامت پذیر
پیدا کرنے والے کا پوجنے والا ہو جا عبادت کے محل میں بیٹھنے والا ہو جا

تشریح؛ پرستندہ، مضاف۔ آفرینندہ مضاف الیہ۔ نشینندہ یہ تینوں اسم فاعل قیاسی ہیں۔ ندہ کے اضافہ سے پرست، آفریں، نشین کے اخیر میں۔ ایوان، مکان۔ باش امر از باشیدن بمعنی ہونا، رہنا۔ مطلب؛ خلوت میں رہ کر اللہ کی عبادت کر گو فرائن مسجد میں بہتر ہیں نوافلِ خلوت میں۔

اگر حق پرستی کنی اختیار در اقلیم راحت شوی شہریار
اگر حق پرستی کرے اختیار تو اقلیم راحت میں ہو شہریار
اگر خدا پرستی کرے تو اختیار تو راحت کے ملک میں ہو دیگا تو بادشاہ

تشریح؛ حق پرستی میں ی مصدری بمعنی خدا کو پوجنا۔ شہریار، بادشاہ۔ اقلیم راحت سے مراد جنت۔ مطلب؛ عبادتِ الہی سے جنت اور سکونِ دل حاصل ہوتا ہے۔
نوٹ؛ بعض نسخوں میں بجائے راحت کے دولت کا لفظ ہے مراد اس سے آخرت کی دولت ہے۔ (فیض کریم)

سرازمجیب پرہیزگاری برآر کہ جنت بود جائے پرہیزگار
 گریبان تقویٰ سے سر کو نکال ہے پرہیزگاروں کا جنت مال
 سر پرہیزگاری کے گریبان یا جیب سے نکال کیونکہ جنت ہے پرہیزگار کی جگہ

تشریح : جیب جیم کے فتح سے۔ گریبان، پرہیزگاری اللہ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے۔
 شبہات و حرام کا ترک کرنا۔ پرہیزگار اسم فاعل سماعی از امر پرہیزگار بمعنی پرہیز کرنے والا ہنیا
 اور شبہات سے رکنے والا جو کام منع اور شبہ کے ہیں ان سے رکنے والا۔ برآر، امر از آوردن
 نکالنا معنی ہونے نکال ظاہر کر۔ سرازمجیب پرہیزگاری بر آوردن بمعنی پرہیزگار بنانا یا ہونا یا
 پرہیزگاری اختیار کرنا۔ مطلب : شیخ متقی اور پرہیزگار ہونے کی دعوت دیتے ہوئے
 فائدہ بیان کرتے ہیں کہ جنت پرہیزگاروں کا ٹھکانا ہے اور ان کی جگہ ہے اس لیے بھی تقویٰ
 اختیار کرو۔

ز تقویٰ چراغ رواں بر فروز کہ چوں نیک بختاں شوی نیک روز
 تقویٰ سے کہ روح کو روشن تو روز تا مثل نیکوں کے ہو نیک روز
 پرہیزگاری سے روح کا چراغ روشن کر، تاکہ نیک بختوں کی طرح ہوئے تو نیک بخت۔

تشریح : تقویٰ، پرہیزگاری۔ رواں، روح۔ چراغ، دیا، موم بتی۔ بر فروز، امر از
 بر فروختن مصدر مرکب چوں مضاف نیک بختاں مضاف الیہ۔ نیک روز، خوش نصیب
 نیک بخت۔ (فیض کریم) شوی نیک روز دراصل فعل مرکب نیک روز شوی ہے۔
 وزن شعری کی بنا پر آگے پیچھے ہوا۔
 مطلب : تقویٰ سے روح کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے نیز متقی نیک بخت اور
 سعادت مند ہوتا ہے۔

کے را از شرع باشد شمار نہ ترسد ز آسید روز شمار
 جس کا شریعت ہوا ہے لباس قیامت میں اس کو نہ غم ہے نہ یاس
 جس شخص کا شریعت سے ہوئے لباس یعنی با شرع ہو نہ ڈریگا وہ قیامت کے دن کے صدر سے

تشریح، شرعاً، شریعتِ اسلامیہ۔ شعار، نیچے کا کپڑا جو بدن سے متصل ہو نیز بمعنی عادت، طور، طریق، علامت جمع شعار۔ دثار، بدن کے اوپر کا کپڑا۔ آسیب، درد، دکھ، صدمہ، اوپری اثر۔ روز شمار، گنتی کا دن یعنی قیامت۔ (فیض کریم) بتغییر بسیر، جو آدمی دنیا میں شریعت کے احکام پر عمل کریگا۔ آخرت میں نہ اسے کوئی صدمہ پہنچے گا اور نہ وہ غمگین ہوگا۔ بمطابق اس آیت کے: **الْآنَ اُولَیْئَاكَ اللّٰهُ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ**۔

در مذمتِ شیطان * شیطان کی بُرائی کے بیان میں

دلاہر کہ محکوم شیطان بود شب و روز در بندِ عصیاں بود
اے دل جو کہ شیطان کا تابع رہے وہ ہر دم گناہوں میں پھنستا رہے
اے دل جو کہ شیطان کا تابع ہوتا ہے، رات اور دن گناہوں کی قید میں ہوتا ہے۔

تشریح؛ دلاء متادئی الف نندا کا بمعنی اے دل، مراد ہر مخاطب ہے۔ محکوم، حکم بجالانے والا، تابع دار، فرمانبردار۔ شیطان، سرکش، نافرمان مراد ابلیس عزازیل۔ شب و روز مراد ہر وقت در بندِ عصیاں یعنی گناہوں کی قید یا فکر میں رہے۔ مطلب؛ شیطان کا پیر و کار ہر دم گنہگار اور گناہ کے کار میں رہتا ہے اس لیے اس سے بچنے کا حکم دیا گیا۔

کے را کہ شیطان بود پیشوا کجا باز گردد براہِ خدا
جس کا کہ شیطان ہوا پیشوا کہاں لوٹے وہ سوتے راہِ خدا
جس شخص کا شیطان ہوئے پیشوا، کہاں لوٹے گا خدا کے راستہ کی طرف۔

تشریح؛ پیشوا، رہنما، رہبر۔ باز گشتن بمعنی واپس ہونا یا لوٹنا۔ مطلب؛ شیطان دوزخ کی راہ رکھتا ہے اس لیے اس کا پیر و کار کب راہِ خدا اور جنت کی راہ کی طرف لوٹے گا اور اس پر چل سکے گا الایہ کہ اس کو چھوڑ کر اللہ سے رشتہ جوڑ لے۔

دلا عزمِ عصیاں مکن زنیہار کہ رحمت کند بر تو پروردگار
ایادہ گناہ کا نہ کہ زنیہار تاکہ رحمت کرے تجھ پہ پروردگار

اے دل گناہ کا ارادہ مت کر ہرگز، تاکہ رحمت کرے تجھ پر پروردگار (اللہ تعالیٰ)

تشریح: دلا، مبادئی۔ عزم، ارادہ۔ عصیاں، نافرمانی یعنی گناہ، پورا مرکب اضافی ہوا۔
زنیہار، ہرگز کلمہ تاکید ہے کہ، تاکہ۔ پروردگار، اسم فاعل سماعی ہے۔ ماضی مطلق پرورد پر
گار لگانے پر بھی ایک قاعدہ ہے بمعنی پالنے والا۔ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے فارسی میں جیسا کہ
عربی میں اس کے صفاتی ننانوے نام ہیں عربی میں رب فارسی میں پروردگار ہے۔

زعصیاں کند ہوشمند احتراز کہ از آب باشد شکر را گداز
گناہ سے کرے ہوشمند احتراز کہ پانی سے شکر کو ہو پس گداز
گناہ سے کرتا ہے عقلمند پرہیز ، کیونکہ پانی سے ہے شکر کو پگھلنا

تشریح: احتراز، پرہیز کرنا یا بچنا۔ کہ تعلیلیہ ہے یا مثالیہ۔ گداز، بمعنی پگھلنا یہ حاصل مصدر
ہے گداختن سے۔ مطلب: حاصل یہ ہے کہ عقلمند انسان گناہ سے بچتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا
ہے کہ جیسے پانی میں شکر پگھل کر اپنی ہستی کھو بیٹھتی ہے ایسی ہی گناہ سے عقلمندی اور نیکی اپنا وجود
کھو بیٹھتی ہے۔ فیض کریم

کند نیک بخت از گنہ اجتناب کہ پنہاں شود نور مہراز سحاب
گناہ سے کرے نیک بخت اجتناب کہ پوشیدہ سورج ہو زیر سحاب
کرتا ہے نیک بخت گناہ سے پرہیز، کیونکہ پوشیدہ ہوتا ہے سورج کا نور بادل سے۔

تشریح: اجتناب، پرہیز کرنا یا بچنا۔ کہ تعلیلیہ ہے۔ پنہاں، پوشیدہ۔ مہر، سورج۔ سحاب
بادل۔ مطلب: جس طرح بادل کے نیچے سورج کا نور چھپ جاتا ہے ایسے ہی گناہوں کی تاریکی
سے دل کا نور چھپ جاتا ہے اور دل سیاہ ہو جاتا ہے ہر گناہ ایک رنگ اور سیاہ دھبہ ہے
دل پر ہاں توبہ کرے تو مٹے۔ اس لیے نیک بخت گناہ سے (بچتا ہے)

مکن نفس امارہ را پیروی کہ ناگاہ گرفتار دوزخ شوی
بڑے نفس کی پیروی میں نہ ہو تو ورنہ گرفتار دوزخ میں ہو تو

مت کر نفس آمادہ کی پیروی اس لیے کہ اچانک دوزخ میں گرفتار ہوگا تو

تشریح: آمادہ، سرکش نفس جو برائی کی طرف آمادہ کرے۔ را، علامتِ اضافت۔ پیروی تابع داری۔ گرفتار دوزخ، اضافتِ مظلوف کی ظرف کی طرف، گرفتار مظلوف دوزخ ظرف بمعنی گرفتار دوزخ شوی۔ مطلب: ظاہر ہے کہ نفس کی تابع داری دوزخ میں لے جائیوالی ہے

اگر بر نہ تا بد ز عصیاں دلت بود اسفل السافلین منزلت
گناہوں سے گرنے پھرے تیرا دل نیچے کی دوزخ میں تیری سے جادل
اگر نہ پھرے گناہوں سے تیسرا دل، ہوئے گی اسفل السافلین تیسری منزل۔

تشریح: بر تا بد، میں بر زائد۔ تا بد مضارع منفی معروف واحد غائب۔ نہ پھرے اسفل السافلین (دوزخ کی تلی) منزل، اترنے کی جگہ، ٹھکانہ۔
مطلب: اگر تو گناہوں سے نہ باز آئے گا تو دوزخ میں جائے گا۔

مکن خانہ زندگی خراب سیلاب فعل بد و ناصواب
نہ کر زندگی کے گھر کو خراب برے اور غلط کام سے بے حساب
مت کر زندگی کا گھر خراب برے اور غلط کام کے سیلاب سے

تشریح: خانہ، گھر۔ زندگی، زندگی۔ خراب، برباد، ویران۔ بر بمعنی از۔ سیلاب، زیاد پانی کا چرٹھاؤ، طوفان، بہتی۔ ناصواب، غلط۔ مطلب: فیضِ کریم میں کہا کہ جیسے پانی کے سیلاب سے آبادی ویرانی سے بدل جاتی ہے ایسے ہی گناہوں کے طوفان سے زندگی کی عمارت تباہ ہو جاتی ہے۔ کہتا ہے بندہ کہ دنیا کا اخیر اور اس کی تباہی نیز برے اعمال کا نتیجہ ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ برے لوگوں پر قیامت آئے گی جب ایک بھی نہ ہوگا مومن۔ (اللہ اللہ کہنے والا)

اگر دور باشی نہ فسق و فجور نباشی ز گلزار فردوس دور
برائی سے گر دور ہوگا ضرور نہ ہوگا تو گلزار جنت سے دور
اگر دور ہوگا تو فسق و فجور یعنی گناہ سے نہ ہوگا تو جنت کے باغ سے دور

تشریح : فسق و فجور سے مراد برائی بدکاری، گناہ ہے اور دور باشی، فعل مضارع مرکب ہے دور ہووے تو۔ واحد حاضر گلزار مرکب از گل و زار بمعنی جگہ یہ ظرفیت کے لیے ہے کسی چیز کو ظرف بنانے کے لیے ترجمہ ہوا پھولوں کی جگہ یعنی باغ کہ یہ ظرف ہے پھولوں کے لیے۔ فردوس جنت کی اعلیٰ قسم ہے نیز بمعنی باغ۔

مطلب : اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچنا جنت الفردوس میں لے جائیگا ان شاء اللہ

در بیان شرابِ عشق * عشق کی شراب کے بیان میں

اس بیان میں عشق کی تشریح۔ شرح فیض کریم سے من و عن مذکور ہوئی کہ یہ احقر الحقیق اس راہ عشق و معرفت سے کوسوں دور ہے۔ ملاحظہ ہو : تشریح : لذیذ اور مرغوب چیز کی طرف طبعی میلان کا نام محبت ہے اور افراط محبت (زیادہ محبت) کا نام عشق ہے اخلاق ذمیرہ، برے اخلاق کے ازالہ کا علاج دو قسم پر ہے ایک جزئی اور خاص کہ ہر ایک مذموم خلق یعنی بری عادت کا علاج الگ الگ کیا جائے جس کی تفصیل امام غزالیؒ کی احیاء العلوم اور حضرت تھانویؒ کی تصانیف میں درج ہے۔ کہتا ہے بندہ کہ حضرت مسیح الاارت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کی تصنیف شریعت و تصوف میں بھی موجود ہے۔ دوسری قسم کلی اور عام ہے وہ یہ کہ ذکر و فکر اور شیخ کمال کی تجویز کے مطابق عمل کرنے سے دل میں اللہ تعالیٰ شانہ کی محبت پیدا کی جائے جب محبت کا غلبہ ہوگا تو انانیت اور خودی مضمحل ہونا شروع ہو جائے گی انانیت سے پیدا ہونے والے برے اخلاق فاسد خیالات کا فور ہو جائینگے اس کو طریق جذب کہتے ہیں طریق سلوک کو طویل ہے لیکن بے خطر ہے اور طریق جذب کو مختصر ہے لیکن خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ شیخ سعدیؒ یہاں طریق جذب بیان کرتے ہیں اور اس کے حصول کی استدعا کرتے ہیں۔

بدہ سا قیا آب آتش لباس کہ مستی کند اہل دل التماس
پلا سا قیا آب آتش لباس کہ مستی کی عاشق کرے التماس
لا دے اے ساقی سرخ شراب، تاکہ کرنے دل والا یعنی عاشق مستی کی آرزو۔

تشریح : بدہ ، دے باز آند ہے امر ازدادن۔ ساقیا مناد کی الف ندا کا بمعنی اے ساقی ! ساقی اکثر شراب پلانیوالے کے معنی میں بولا جاتا ہے نیز بمعنی محبوب و معشوق صوفیا کی اصطلاح میں یہ لفظ ساقی اللہ تعالیٰ کی ذات پر بولا جاتا ہے جو طالب صادق کے محبوب حقیقی ہیں کبھی اس سے مرشدِ کامل بھی مراد ہوتا ہے۔ آبِ آتش لباس، مرکبِ توصیفی بمعنی آگ جیسا لال پانی کہ آبِ موصوف، آتشِ لباس، صفتِ مرکب آگ جیسا لباس رکھنے والا پانی یعنی سرخ پانی مراد لال اور سرخ شراب سے انتہائی درجہ کی محبت ہے۔ مستی، عاشقی۔ اہلِ دل، وہ لوگ جن کے دل یاد الہی سے زندہ ہوں یعنی طالبِ صادق۔ التماس، آرزو۔ ترکیب میں التماس مضاف اور مستی مضاف الیہ ہے۔ حاصل : اے ساقی اپنے عشق اور محبت کی ایسی تیز شراب پلا کہ طالبانِ صادق مستی اور بے خودی کے عالم میں محو ہو کر اور فنا ہو کر دنیا و مافیہا سے غافل ہو جائیں اور صرف تیرے ہو کر رہ جائیں۔

مے لعل در ساغر زر نگار بود روح پرور چو لعل نگار
شرابِ سرخ جامِ نقشیں زر کی ہے جانِ روح لبِ معشوق جیسی
سرخ شراب سہرے نقشین پیالہ میں ہوتی ہے روح کو پالنے والی مثل معشوق کے ہونٹ کے۔

تشریح : مے، شراب۔ لعل، سرخ چیز، سرخ رنگ کا قیمتی پتھر۔ معشوق کے ہونٹ کو اس کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں یہاں مے لعل سے مراد محبت الہی ہے۔ ساغر، پیالہ۔ زر نگار، سہری نقش والا۔ ساغر زر نگار سے طالبِ صادق کا دل مراد ہے۔ روح پرور اسمِ فاعلِ سماعی بمعنی روح کو پالنے والی۔ لعل نگار، بمعنی لبِ معشوق۔
حاصل : سچے طالبوں کے دل میں محبتِ الہی کی شراب سے روحانی زندگی حاصل ہوتی ہے روحِ محبتِ الہی سے تازہ دم ہو کر بہت کچھ کمال حاصل کرتی ہے۔

خوشا آتشِ شوقِ اربابِ عشق خوشا لذتِ دردِ اصحابِ عشق
خوشا آتشِ شوقِ ہے عاشقوں کی خوشا لذتِ دردِ ہے عاشقوں کی
بہت اچھی ہے عشق والوں کے شوق کی آگ بہت اچھی ہے عشق والوں کے درد کی لذت۔

تشریح : خوشا، بہت خوش، اس میں الف تکثیر کا ہے اور یہاں است محذوف ہے۔
 ارباب رب کی جمع بمعنی صاحب و مالک۔ اصحاب، صاحب کی جمع ہے۔ آتش، مضاف شوق
 مضاف الیہ۔ مضاف ارباب عشق مرکب اضافی ہو کہ مضاف الیہ شوق کا اور وہ اپنے مضاف الیہ
 سے ملکر خود مضاف الیہ ہوا آتش کا وہ یعنی مضاف الیہ ملکہ مبتدا تو آخر خوشا خبر مقدم یہ سب
 جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ایسے ہی ترکیب اگلے مصرعہ خوشا لذت الخ کی ہے۔
 حاصل : اللہ تعالیٰ کے سچے عاشق عشق الہی کی سوزش اور درد میں بھی لطف اور لذت
 محسوس کرتے ہیں۔

بیار آں شرابے چو آب حیات کہ یابد ز بولیش دل از غم نجات
 لانے جو ہو مشل آب حیات جو پائے اس سے دل تیرا غم سے نجات
 لاوہ شراب مثل آب حیات کے، تاکہ پائے اس کی خوشبو سے دل غم سے نجات۔

تشریح : بیار از آوردن امر واحد کا حاضر۔ آب حیات، زندگی کا پانی۔ جس کے متعلق شہو
 ہے کہ اس کا پینے والا مرتا نہیں کہ تاکہ۔ حاصل : اے ساقی محبت الہی کی ایسی شراب
 پلا جو آب حیات کی طرح دائمی زندگی کا سبب بنے تاکہ دل اس کی خوشبو سے متاثر ہو کہ دنیا کے
 غم سے نجات پائے۔

خوش آں دل کہ دار و تمنا دوست خوش آں کس کہ در بند سودا دوست
 وہ دل خوش جو رکھے تمنائے دوست وہ دل بھی جو رکھے خیالات دوست
 اچھا ہے وہ دل جو رکھے دوست کی تمنا، اچھا ہے وہ شخص جو اس کے خیال کی قید میں ہے۔

تشریح : تمنا، آرزو۔ بند، قید۔ سودا، خیال۔ حاصل : جس دل میں محبوب حقیقی
 کے وصال کی تمنا ہے اور اسی کے خیال و فکر میں ڈوبا ہوا ہے وہ بہت ہی خوش نصیب ہے۔

خوش آں دل کہ شیدا است بر دوست خوش آں دل کہ شد منزلس کوئے دوست
 وہ دل خوش جو عاشق ہوا کوئے دوست وہ دل خوش ہوا جس کا گھر کوئے دوست

اچھا ہے وہ دل جو عاشق ہے دوست کے چہرہ پر، اچھا ہے وہ دل کہ ہوئی اس کی منزل (دوست کی گلی)

تشریح: شیدا، عاشق، فریفتہ، دیوانہ۔ منزل، اترنے کی جگہ، مکان۔ کوئے، گلی، کوچہ
صوفیائے کرام کے یہاں روئے دوست سے مراد تجلی، صفات ربانی ہیں۔
حاصل: وہ دل بہت ہی مبارک ہے جو اس کا عاشق صادق ہے۔

شرابِ چو لعلِ رواں بخش یار شرابِ مصفا چو روئے نگار
مئے روحِ بخش ہو مثلِ رخسارِ جاناں مئے صاف ہو مثلِ چہرہ جاناں
شرابِ مثلِ معشوق کے ہونٹ کے جانِ بخشنے والی، صاف شرابِ معشوق کے چہرہ جیسی۔

تشریح: لعل مراد لبِ معشوق ہے۔ رواں بخش، اسم فاعل سماعی، روحِ جانِ بخشنے والی۔
یار، دوست، مددگار، ساتھی، محبوب، معشوق۔ مصفا، صاف کی ہوئی۔ روئے، چہرہ۔ نگار
معشوق۔ حاصل: شرابِ محبت پلا جو لبِ معشوق جیسی لال اور رخِ محبوب جیسی صاف ہو۔

خوشامے پرستی ز صاحبِ دلاں خوشادوق مستی ز اہلِ دلاں
خوشامے پرستی ہے صاحبِ دلوں سے خوشادوق مستی ہے اہلِ دلوں سے
بہت اچھی ہے شرابِ نوشی زندہ دلوں سے، بہت اچھا ہے مستی کا ذوق عاشقوں سے۔

تشریح: مے پرستی، شرابِ نوشی اس سے مراد محبتِ الہی اور اس سے صادر ہونے والے
اعمالِ صالحہ ہیں اہلِ دل اور صاحبِ دل ہم معنی ہیں جس کا دل یادِ الہی سے زندہ ہو بعض نسخوں میں
مصرعہ ثانیہ کے اخیر میں زد لدا دگاں ہے جو جمع ہے دلدادہ کی یعنی جو دل سے ہوئے ہے اللہ کے عشق
میں یعنی اس کا عاشق۔ حاصل: زندہ دل اہلِ کمال کا عشقِ الہی اس کا ذوق و شوق پھر
اس سے پیدا ہونے والے اعمالِ صالحہ عجیبِ نعمت ہیں کیوں کہ یہ لوگ آدابِ شرع کا لحاظ رکھتے
ہوئے راہِ عشق پر گامزن رہتے ہیں سراپاِ اخلاص ہوتے ہیں عشق کے ساتھ ساتھ حدودِ شریعت
کی رعایت رکھنا خام صوفی کا کام نہیں ہے۔

در صفت وفا * وفا کی تعریف میں

دل اور وفا با شش ثابت قدم کہ بے سکہ رائج نباشد درم
اے دل تو وفا میں رہ ثابت قدم کہ بے ٹھپہ رائج نہیں ہے درم
اے دل وفا میں رہ ثابت قدم، کیونکہ بے سکہ رائج نہیں ہے درم۔

تشریح: وفا، پورا کرنا مراد یہاں قول و قرار، دوستی کا پورا کرنا یا نبھانا۔ اور یومِ ازل میں جو رب سے عبادت اور ربوبیت کا عہد کیا تھا اس کو پورا کرنا بھی ہو سکتا ہے۔ ثابت قدم، یوں کہ معنی قدم جمائے رہنا یا مستقل مزاج رہنا۔ کہ تعلیلیہ۔ سکہ، وہ لوہا جس پر موجودہ روپیہ پسیدہ وغیرہ کی مہر ہو۔ رائج، چالو، رواج یافتہ۔ درم، سارٹھے تین ماشہ کا چاندی کا ایک سکہ پہلے ہوتا تھا اور اشرافی سونا کا ایک سکہ تھا جو درم سے دس گنا قیمتی ہوتا تھا۔

مطلب: جس طرح بے ٹھپہ (مہر) کے درم بیکار ہے ایسے ہی بے وفا کی دوستی بے اعتبار اس لیے خالق اور مخلوق کا وفادار بننا چاہئے۔

زراہِ وفا گر نہ پیچھی عنان شوی دوست اندر دلِ دشمنان
جو راہِ وفا سے نہ پھیرے عنان ہووے دوست اندر دلِ دشمنان
وفا کی راہ سے گر نہ پھیرے تو لگام، تو ہو دیگا تو دوست دشمنوں کے دل میں۔

تشریح: عنان، لگام، باگ ڈور، عنان پیمپین، روگردانی کرنا، منہ پھیرنا، منحہ موڑنا، اعراض کرنا۔ یہاں وفا کو راہ سے تشبیہ دی گئی عنان کی مناسبت سے۔ اندر یعنی در ہے۔ اے در دلِ دشمنان۔ مطلب: اگر وفاداری اختیار کر دے تو اس کے اثر سے تمہیں دشمن بھی دوست رکھیں گے چہ جائیکہ دوست دوست رکھیں اس لیے وفاداری اختیار کرو۔

مگر داں زکوئے وفاروئے دل کہ در روئے جانان نباشی نخل
راہِ وفا سے نہ پھیرے تو دل تو جانان کے آگے نہ ہوگا نخل
مت پھیر وفا کی گلی سے دل کا چہرہ یارخ، تاکہ دوست کے سامنے نہ ہوتے تو شرمندہ۔

تشریح : مگر واں، نہی حاضر از گردانیدن بمعنی مت پھر یا مت پھیر۔ یہ متعدی بنایا گیا ہے۔
 دراصل مصدر گردیدن سے۔ قاعدہ جس لازم مصدر کا متعدی بنانا چاہو اسی کے فعل امر کے اخیر میں
 الف نون یا کے بعد علامت مصدر بڑھا دو جیسے گرد امر تھا گردیدن کا اس کے اخیر میں الف نون
 یا کے بعد دن لگانے سے گردانیدن ہو گیا۔ کوئے، گلی کوچہ۔ روئے، چہرہ یارخ، جانناں، معشوق
 دوست۔ نجل، شرمندہ۔ مطلب؛ بیوفائی نہ کرو نہیں تو ایک دن دوست کے سامنے بھی
 شرمندہ ہونا پڑے گا۔

منہ پائے بیروں زکوئے وفا کہ از دوستان می نیرزد جفا
 وفا کی گلی سے نہ باہر کوچا کہ یاروں سے لائق نہیں ہے جفا
 مت رکھ پاؤں باہر وفا کی گلی سے، کیونکہ دوستوں سے نہیں لائق ہے جفا

تشریح : منہ، فعل نہی از نہادن پیر باہر نہ رکھنے سے مراد باہر نہ نکلنا ہے۔ نیرزد از نیردن
 مضارع منفی۔ جفا، ظلم۔ مطلب؛ وفا کو نہ چھوڑ کہ بیوفائی ایک قسم کا ظلم ہے جو دوستوں
 سے لائق نہیں اور گو بیوفائی کسی سے بھی زیبا نہیں تاہم دوستوں سے زیادہ بری ہے کم از کم
 دوستی کا پاس رکھیں۔

جدائی ز اجباب کردن خطاست بریدن زیاراں خلاف وفاست
 جدائی ہے اجباب سے بس خطا ہے یاروں سے کتنا خلاف وفا
 جدائی دوستوں سے کرنا غلط ہے، کاٹنا یاروں سے وفا کے خلاف ہے۔

تشریح : اجباب جمع حبیب کی بمعنی دوست۔ بریدن، کاٹنا، جدا کرنا، ترک کرنا یعنی
 دوستی کا ترک اور قطع تعلق کرنا یہاں مراد ہے۔ مطلب؛ دوستوں سے جدائی اور قطع تعلق
 کر لینا غلط ہے۔ دوستی کا منشا ایک دوسرے سے ملنا جلنا ہے نہ کہ الگ ہو رہنا جو سراسر بیوفائی
 ہے آگے فرماتے ہیں:

بود بیوفائی سرشت زناں میاموز کردار زشت زناں
 ہوا بیوفائی ہے عادت زناں کی نہ سیکھو بری تم یہ عادت زناں کی

ہے یونانی عورتوں کی عادت

مت سیکھ عورتوں کا برا کام

تشریح، سرشت، عادت، خصلت۔ زناں، جمع زن کی عورتیں۔ میاںموز، فعل نہیں از
آموز امر الف کو یا سے بدلا فعل میں میم نہیں کا آگیا۔ کردار حاصل مصدر از کردن ماضی مطلق کے اخیر
میں آر لگا دیا گیا جیسے گفتار۔ رفتار بھی حاصل مصدر ہے۔ کردار بمعنی کام، روش، طرز۔ زشت، برا
قیح، بد شکل۔ مطلب: بے وفائی عورتوں کی عادت ہے جو کم عقل ہوتی ہے اور تم اے مردو!
پھر کیوں انکی سی عادت اختیار کرو۔

در فضیلتِ شکر * شکر کی فضیلت میں

کسی کے احسان و انعام پر اس کی تعریف و تعظیم کرنا اور اس کا احسان ماننا اور منعم کا
شکر کرنا ضروری ہے تاکہ منعم کا دل خوش ہو اور اس کا بھی اور اس کے لیے انعامات میں اضافہ کا
باعث ہو قرآن کریم میں آیا ہے: **لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ** الخ۔ اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمت
اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو اس شکل میں تمہارے لیے میرا عذاب البتہ بہت
سخت ہے۔

کے را کہ باشد دلِ حق شناس نشاید کہ بندد زبانِ سپاس
ہو ا حق شناسی کا دل جسکا ہاں نہ لائق کہ رو کے شکر کی زباں
جس شخص کا ہو وے دل حق کو پہچاننے والا، نہیں لائق ہے روکتا شکر کی زباں۔

تشریح: دل حق شناس، مرکب توصیفی از دل و حق شناس۔ حق شناس اسم فاعل سماعی
ہے حق اسم و شناس امر از شناختن یہ اسم فاعل سماعی صفت ہے اور دل موصوف ہے۔ نشاید مفعول
منفی معروف از شناستن بمعنی لائق ہونا۔ کہ بندد، کہ مصدر یہ بندد مضارع کو مصدر کے معنی میں کر لگا
تو جملہ: نہیں لائق ہے بند کرنا۔ زبان سپاس، مرکب اضافی ہو کر فاعل بندد کا۔ سپاس بمعنی
شکر۔ مطلب: جو خدا شناس آدمی ہے اُسے یہ زیب نہیں دیتا کہ شکر سے زبان کو روکے
بلکہ اور زیادہ کرے اور وقتاً وہ ایسا ہی ہے۔

نفس جز بشکر خدا برمیآرد کہ واجب بود شکر پروردگار
 نہ لے سانس اس کے شکر کے سوا کہ تجھ پر ضروری ہے شکر خدا
 سانس سوا خدا کے شکر کے مت نکال، کیونکہ واجب ہے پروردگار کا شکر۔

تشریح: نفس، سانس۔ برمیآرد، فعل نہیں معنی مت نکال۔ مصدر بر آوردن یہاں میم
 آور پر لگا ہے۔ واجب، ضروری۔ مطلب: کہ ہر دم اس کا شکر کرتے رہو اور ہر سانس
 اس کی نعمت ہے یہ نہ ائے تو مرجائے قرآن کریم میں ہے۔ اَعْمَلُوا الْاِلٰهَ دَاوُدَ شُكْرًا عَمَلِ كِرْوَالِ اَوْد
 شکر کا۔ اس لیے شکر واجب ہے۔

ترا مال و نعمت فزاید ز شکر ترفع از درد در آید ز شکر
 تیر مال و نعمت شکر سے بڑھے شکر سے تجھے کامیابی ملے
 تیر مال و نعمت (اسباب) زیادہ ہوگا شکر سے، تجھے کامیابی حاصل ہوگی شکر سے۔

تشریح: نعمت، عیش و آرام کے اسباب۔ فزاید، مضارع از افزودن یعنی زیادہ ہونا یا بڑھنا
 ز شکر، میں ز سبب یہ یعنی وجہ سے۔ فتح، کامیابی، کامرانی۔
 مطلب: فیض کریم میں فتح سے مراد دشمن کے مقابلہ میں لکھا اس لیے ان کے نزدیک حاصل یہ
 ہے کہ شکر کرنے سے مال و نعمت میں اضافہ اور ظاہری و باطنی دشمن یعنی شیطان و نفس اور دیگر
 کسی انسان پر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ از درد در آمدن، داخل ہونا یا حاصل ہونا۔

اگر شکر حق تا بروز شمار گزار می نباشد یکے از ہزار
 جو رب کا شکر تو کرے تا قیامت ہزاروں سے اک کا نہ ہوتا قیامت
 اگر حق تعالیٰ کا شکر قیامت کے دن تک، ادا کرے تو نہ ہوے ایک (حصہ) ہزار سے۔
 یا ہزار میں سے ایک کا نظم میں اس ترجمہ ثانیہ کی طرف اشارہ ہے۔

تشریح: گزار می مضارع از گزاردن ادا کرنا۔ تا بروز شمار، تا جاہ بروز شمار مجرور سے ملکہ
 متعلق فعل کے وہ اپنے فاعل و مفعول اور متعلق سے ملکہ شرط گر حرف شرط کی نباشد یکے از ہزار جزا،

شرط و جزا سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔ مطلب: اللہ کی بے شمار نعمت ہیں (اقول) ہر سانس ایک نعمت ہے بہا اس لیے ایک نعمت کا بھی ہزار میں سے یا ایک حصہ شکر بھی یعنی نعمتوں کا ہزار واں حصہ بھی شکر کا ادا نہیں ہو سکتا اگر شکر ہو کہ شکر سے کیا فائدہ جب ہزار واں حصہ بھی ادا نہیں ہو سکتا جو اب اگلے شعر میں ہے۔ کہ شکر اسلام کے لیے زیور ہے اور اس کی زینت اس لیے شکر کرنا ہی بہتر ہے۔

وے گفتن شکر اولیٰ ترست کہ اسلام را شکر اوز زیورست
وے شکر کرنا ہی بہتر ہوا کہ اسلام کا شکر زیور ہوا
اور لیکن شکر کرنا بہتر ہے، کہ اسلام کے لیے شکر اس کا زیور ہے (اس کے لیے)

تشریح: وے، اور لیکن۔ زیور، عربی زیب و زینت

گراز شکر ایزد نہ بندی زباں بدست آوری دولت جاوداں
توگر شکر حتی سے نہ رو کے زباں تو حاصل کرے دولت جاوداں
اگر اللہ تعالیٰ کے شکر سے نہ رو کے تو زباں تو حاصل کریگا ہمیشہ کی دولت

تشریح: ایزد، اللہ تعالیٰ۔ نہ بندی مضارع واحد حاضر از بستن۔ بدست آوری مضارع از بدست آوردن یعنی حاصل کرنا۔ جاوداں، ہمیشہ۔ حاصل، مسلسل شکر کرتے رہنے سے دنیا آخرت کی سعادت اور رضائے الہی کی پائیدار دولت نصیب ہوتی ہے۔ ۱۲ فیض کریم

در بیان صبر * صبر کے بیان میں

انسان میں دو قوتیں ایسی ہیں کہ ایک انسان کو نیکی پر آمادہ کرتی ہے اور دوسری قوت اس کی نفسانی خواہشات پر ابھارتی ہے نیکی والی قوت کو غالب کرنا اور خواہشات نفسانی کو دبانا اور اس سلسلہ میں استقلال و ہمت سے کام لینے کا نام صبر ہے یہاں صبر کی تمام قسمیں مراد ہیں خواہ طاعت و عبادت میں ہو خواہ گناہوں سے باز رہنے میں ہو یا ابتلا و مصیبت کے وقت ہو قرآن وحدیث میں صبر کی فضیلت اور تاکید آئی ہے (فیض کریم تبخیر صبر)

تراگر صبوری شود دستیار بدست آوری دولت پائیدار
 صبر کرنا گر تجھ کو حاصل ہو یار تو حاصل کرے دولت پائیدار
 تیرا اگر صبر کرنا ہووے مددگار تو حاصل کرے تو ہمیشہ کی دولت

تشریح : صبوری، صبر کرنا۔ بدست آوری، حاصل کرے تو مضارع از بدست آوردن۔
 دولت پائیدار، ہمیشہ کی دولت مراد دین پر ثابت قدم رہنا اور اس کے نتیجے میں دونوں جہاں کی
 کامرانی اور کامیابی حاصل کرنا ہے۔ مطلب : صبر و استقلال سے دین و دنیا کے تمام مقاصد
 حاصل ہوتے ہیں۔

صبوری بود کار پیغمبران نہ پچیند زیں روی دیں پروراں
 صبر کرنا ہے کار پیغمبران نہیں اس سے پھرتے ہیں دیں پروراں
 صبر کرنا ہے پیغمبروں کا کام، نہیں پھرتے اس سے چہرہ دین پرور دیندار

تشریح : نہ پچیند، مضارع منفی از پچیدن یعنی پھیرنا، لیٹنا۔ چہرہ پھیرنا کنایہ ہے اعراض
 کرنے سے۔ دین پروراں جمع دین پرور کی اسم فاعل سماعی یعنی دین پالنے والا یا اس کی حفاظت
 کرنے والا یعنی دین دار لوگ یا علمائے دین مراد ہیں۔
 مطلب : صبر تمام پیغمبروں کی صفت ہے وہ حضرات تکلیف دینے گئے اور ستائے گئے
 انھوں نے صبر کیا اس لیے دیندار بھی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں از دل رفتہ نہیں ہوتے۔

صبوری کشاید در کام جاں کہ جز صابری نیست مفتاح آں
 صبر کھولے مقصد کا در اے ولید بجز صبر اس کے نہیں ہے کلید
 صبر کرنا کھولتا ہے جاں کے مقصد کا دروازہ، اس لیے کہ صبر کے سوا نہیں ہے اس کی چابی۔

تشریح : کشاید مضارع از کشادن۔ کام، مقصد۔ کہ تغلیبہ ہے۔ مفتاح، چابی۔
 مطلب : کوئی مقصد بجز صبر و استقلال کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ صبر حقیقت میں سربستہ مقاصد

کی چابی ہے۔ ۱۲ فیضِ کریم

صبری بر آرد مرادِ دلست کہ از عالماں حل شود مشکلات
نکالے صبر تیری دل کی مراد کہ حل تیری مشکل ہو پیش عباد
صبر نکالتا ہے تیرے دل کی مراد، اور عالموں سے حل ہو جائیگی تیری مشکل۔

تشریح: عالماں جمع عالم کی ہے کہ یہاں عاطفہ ہے بمعنی اور
مطلب: صبر سے دل مراد پوری ہوگی سو اگر اس بارے میں کچھ تردد ہو تو علمائے کرام سے معلوم
کر کے دیکھیں وہ بذریعہ قرآن و حدیث صبر کے بارے میں تسلی و تشفی کر دیں گے۔

صبری کلیدِ در آرزوست کشائندہ کشور آرزوست
تیری آرزو کی ہے چابی صبر کھولے تیری آرزو کو صبر
صبر آرزو کے دروازے کی چابی ہے کھولنے والا آرزو کے ملک کا ہے

حاصل: صبر سے ہر تمنا اور آرزو کے حاصل ہونے کے دروازے کھلتے ہیں اور راہیں کشادہ
ہوتی ہیں۔ ۱۲ فیضِ کریم

صبری بہر حال اولی بود کہ در ضمن آں چند معنی بود
بہر حال بہتر صبر نیک ذات اس کے ضمن میں ہیں کتنی صفات
صبر بہر حال میں بہتر ہے، اس لیے کہ اس کے ضمن میں چند معنی (فوائد) ہیں۔

حاصل: صبر کہ ناہر حالت میں بہتر اور مفید ہے اس سے صابر کو چند فائدے حاصل ہوتے
ہیں مثلاً (۱) فرمانِ الہی کی اتباع (۲) اس کے نتیجہ میں حق تعالیٰ شانہ کی نصرت و معیت۔
(۳) انبیاء علیہم السلام اور صلحاء امت کی اتباع اور اس کی برکت وغیرہ (۴) اطمینانِ قلب
(۵) ثواب دارین۔

صبری ترا کامگاری دھند زرنج و بلا رسنگاری دھند
کامگاری کامیابی صبر دے زرنج و بلا سے رسنگاری صبر دے

رنج و بلا سے چھٹکارہ دیتا ہے

صبر تجھ کامیابی دیتا ہے

تشریح: کارگاہی، کامیابی، رستگاری، نجات، چھٹکارہ۔
مطلب: صبر کامیابی دیتا ہے اور رنج و بلا سے نجات، صبر کے لیے دکھ درد کا سہنا آسان ہوتا ہے اور ایک دن اس کے فضل سے چھٹکارہ مل جاتا ہے۔

صبوری کنی گرتا دیں بود کہ تعجیل کارِ شیاطین بود
صبر تو کریگا جو ہے دیندار کہ جلدی چنانا ہے شیطان کا
صبر کرے تو اگر تجھے دین (حاصل) ہوئے، کیونکہ جلد بازی شیطانوں کا کام ہے۔

حاصل، کامل دیندار صبر و تحمل سے کام لیتا ہے عجلت اور جلد بازی ہرگز نہیں کرنا کیونکہ جلد بازی شیطان کا کام ہے وہی اس سے خوش ہوتا ہے۔ ۱۲ فیضِ کریم

در صفت راستی * سچائی کی تعریفیں

دلدار راستی گرنی اختیار شود دولت ہمدم و بخت یار
اے دل گرسچائی کرے اختیار دولت ہو ہمدم نصیبہ ہو یار
اے دل سچائی اگر کرے تو اختیار ہووے دولت تیری ساتھی اور نصیبہ یار۔

تشریح: دولتت میں دوسری تامضاف الیہ ہے ہمدم یعنی ساتھی کا۔ بختیار، مشتق از بخت۔ بخت، نصیبہ۔ یار، دوست و مددگار۔
حاصل: سچائی سے کامیابی کی دولت نصیب ہوتی ہے اور سچا آدمی بانصیب اور معتبر ہوتا ہے اللہ اور اس کی مخلوق کے نزدیک۔

نہ پچد سرا از راستی ہوشمند کہ از راستی نام گردد بلند
نہ پھیرے سچائی سے سر ہوشمند کہ اس سے تیرا نام ہووے بلند
نہیں پھیرتا ہے سر سچائی سے عقلمند، کیونکہ سچائی سے نام ہوتا ہے بلند

مطلب: ظاہر ہے کہ عقلمند کسی موقع پر بھی سچائی سے روگردانی نہیں کرتا کہ وہ جانتا ہے کہ صداقت سے قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے اور نام اونچا ہوتا ہے۔

دم از راستی گرزنی صبح وار ز تار یکے جہل گیری کنار
صداقت سے گرسانس لے صبح وار پھر تو جہالت سے ہو بر کنار
سانس سچائی سے اگر لے تو صبح کی طرح، تو جہالت کی اندھیری سے کرے گا تو کنارہ۔

تشریح: دم، سانس۔ وار، طرح، مانند یہ حرف تشبیہ ہے۔ کنار، کاف کے فتح سے بمعنی کنارہ، گوشہ۔ دم زدن سے مراد، بولنا، کنار گرفتن بمعنی الگ ہونا۔ فیض کریم حاصل: یہ ہے جس طرح صبح صادق کے نور سے رات کی تاریکی سے نجات ملتی ہے ایسے ہی صداقت اور سچائی کی بدولت جہالت کی اندھیری اور جہالت کے کاموں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

مزن دم بجز راستی زنیہار کہ دار و فضیلت یکیں بر بسیار
نہ بولو بجز راستی زنیہار کہ ہے دایاں بائیں سے افضل بسیار
منت ما دم سوائے سچائی کے ہرگز، اس لیے کہ رکھتا ہے فضیلت دایاں بائیں پر۔

حاصل: دائیں کو بائیں پر اس لئے فوقیت اور فضیلت حاصل ہے کہ دائیں کو بھی فازی میں راست کہتے ہیں اور سچائی کو راستی تو گویا دائیں کی راستی (فضیلت کا سبب ہے اس لیے تجھے بھی سچائی اور راستی اختیار کرنی چاہئے۔
فائدہ: یہ محض شاعرانہ نکتہ آفرینی ہے۔

بہ از راستی در جہاں کار نیست کہ در گل بن راستی خار نیست
اچھا نہیں اس سے دنیا میں کار کہ اس کے شجر میں نہیں کوئی خار
بہتر سچائی سے دنیا میں کام نہیں ہے، کیونکہ سچائی کے درخت میں کاٹا نہیں ہے۔

تشریح: بہ، بہتر۔ راستی، سچائی، گلبن، درخت گلاب کا۔ خار، کاٹا مراد خرابی۔

حاصل : دنیا میں بہترین کام صداقت اور سچائی ہے اس سے سارا نظام درست رہتا ہے اور جھوٹ سے درہم برہم۔ سچائی وہ گلزار اور باغ ہے جس میں کوئی کانٹا اور خرابی نہیں ہے یہ شعر مصداق اس کے ہے :

راستی سیدھی سڑک ہے اس میں کچھ خطرہ نہیں
کوئی رہبر آج تک اس راہ میں بھٹکا نہیں

در مذمتِ کذب * جھوٹ کی برائی میں

کے را کہ ناراستی گشت کار کجا روز محشر شود رستگار
ہوا جھوٹ دنیا میں جس کا بھی کار کہاں وہ قیامت میں ہو رستگار
جس شخص کا کہ جھوٹ ہو گیا کام، کہاں وہ قیامت کے دن ہو دیگا چھٹکارہ پانیوالا (عذاب ہے)

تشریح : ناراستی، جھوٹ۔ کجا، کہاں، کب۔ اور یہ استفہام انکاری ہے یعنی نہیں چھٹیکا عذاب سے۔ روزِ محشر۔ قیامت کا دن، جمع ہونے کا دن۔ رستگار، اسم فاعل سماعی از رست و کار بمعنی چھٹکارہ پانے والا۔ مطلب : جھوٹا آدمی قیامت کے دن عذاب سے بچنے والا نہیں خواہ جھوٹ قول میں ہو یا فعل میں یا عقیدہ میں۔ اگر عقیدہ میں جھوٹا ہو پھر تو کافر اور منافق ہے۔ قرآن میں ہے **وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** جاکا تو **أَلِيمٌ** بوج اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے وہ کہ جھوٹے تھے (عقیدے میں) فیضِ کریم بتغییر سیر

کے را کہ گردد زبان دروغ چراغ دلش را نباشد فروغ
جس کی بھی ہووے زبانِ دروغ طے اس کے دل کو نہیں ہے فروغ
جس شخص کی ہووے جھوٹ کی زبان، اس کے دل کے چراغ کے واسطے نہیں ہوتی روشنی

تشریح : گردد، مضارع از گردیدن بمعنی ہونا۔ زبانِ دروغ، جھوٹ کی زبان یا میرکب تو معنی ہے بجائے اضافی کے یعنی جھوٹی زبان۔ مطلب دونوں کا ایک ہے کہ وہ جھوٹ کا عادی ہو۔ را بمعنی واسطے۔ مطلب : جھوٹے کا دل سیاہ ہو جاتا ہے کہ جھوٹ بڑا گناہ ہے اور گناہ

ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے دل پر، تو دل میں نور اور روشنی کہاں آئے گی۔ ۱۲

دروغ آدمی را کند شرمسار	دروغ آدمی را کند بے وقار
جھوٹ آدمی کو کرے شرمسار	جھوٹ آدمی کو کرے بے وقار
جھوٹ آدمی کو کرتا ہے شرمندہ	جھوٹ آدمی کو کرتا ہے بے عزت

تشریح: شرمسار بمعنی شرمندہ کہ سار بمعنی والا و شرم بمعنی شرم۔ بے وقار، بے عزت۔
مطلب: ظاہر ہے کہ جھوٹے کی نہ کوئی عزت کرے اور نہ اس کا اعتبار، بسا اوقات وہ اپنے
جھوٹ پر نادم ہو جاتا ہے۔

ز کذاب گیرد خرد مند عار	کہ اور انیار د کسے در شمار
جھوٹے سے رکھے عقلمند عار	کہتا نہیں کوئی اُس کو شمار
جھوٹے سے کرتا ہے عقلمند عار	کہ اس کو نہیں لاتا کوئی گنتی میں

تشریح: کذاب بہت زیادہ جھوٹا۔ گیرد، پکڑے۔ اختیار کرے یہ مضارع کا واحد غائب
ہے۔ عار، جھجک، شرم۔ نیارد کسے در شمار (کوئی نہ لائے گنتی میں) بھلے آدمیوں کی بلکہ اس کی
عزت نہیں کرتا ہے کوئی۔ مطلب: جھوٹے آدمی سے عقلمند عار محسوس کرتا ہے کہ وہ
ذلیل و خوار ہے اس کے پاس کون کون جائے یا کون منہ لگائے۔

دروغ اے برادر لگو زنیہار	کہ کاذب بود خوار بے اعتبار
کہہ جھوٹ بھیا میرے زنیہار	کہ جھوٹا ہے خوار بے اعتبار
جھوٹ اے بھائی مت کہہ ہرگز	کہ جھوٹا ہوتا ہے ذلیل اور بے اعتبار

تشریح: دروغ کا تعلق لگو سے ہے یعنی دروغ لگو یہ فعل مرکب ہے۔

ز ناراستی نیست کارے بتر	کہ زوگم شود نام نیک اے سپر
نہیں جھوٹ سے ہے کوئی کام بدتر	کہ گم ہووے نام اس سے نیک اے سپر

جھوٹ سے نہیں ہے کوئی کام زیادہ برا، کیوں کہ اس سے کم ہو جاتا ہے اچھا نام اے بیٹے۔

تشریح: کارے، کوئی کام، بے برائے تیکر ہے۔ بتر، مخفف ہے بدتر کا بمعنی بہت زیادہ برا۔ کم شود، یعنی زائل اور ختم ہو جانے یہ فعل مضارع مرکب ہے۔ اے پسر، اے بیٹے۔ پیار کا لفظ ہے عام طور سے بڑے ایسے خطاب سے نصیحت دیتے وقت مخاطب کرتے ہیں۔ حاصل: کہ جھوٹ کی کہاں تک برائی ہو یہ برائی بہت سی برائیوں کی جڑ ہے انسان بہت سے گناہ جھوٹ کے پردے میں چھپا لیتا ہے اگر کوئی اس سے نیکی ہوگی تو وہ بھی جھوٹ سے گئی۔ ایک حدیث میں ہے ”مومن سب کچھ ہو سکتا ہے جھوٹا نہیں ہو سکتا۔“

در صنعت حق تعالیٰ * اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے بیان میں

نگہ کن بریں گنبد زرنگار کہ سقفش بود بے ستوں استوار
سنہرا یہ گنبد نقشین دیکھ بے ستوں مضبوط ہے چھت اسکی دیکھ
نگاہ کر اس سنہرے نقشین گنبد پر، کہ اس کی چھت ہے بے ستوں کے مضبوط

تشریح: گنبد، گول عمارت، قبة، برج۔ زرنگار، سنہرا نقشین۔ کہ زر، سونا اور نگار نقش یعنی جس چیز پر سونے کے نقش ہوں یہاں مراد اس سنہرے نقشین گنبد سے آسمان ہے جو رات میں ستاروں کی چمک سے مانند سنہرے گنبد کے لگتا ہے۔ سقف، چھت۔ ستوں، کھمبا، تھم۔ استوار مضبوط، محکم۔ مطلب، کہ قدرت کے عجائبات میں سے ایک آسمان بھی ہے ہزاروں سال سے بے ستوں اور بے شکاف قائم ہے اس کی اونچائی، لمبائی چوڑائی غور و فکر کرنے اور دیکھنے والے کو حیرت میں ڈالتی ہے۔

سراپردہ چرخ گردندہ ہیں درو شمعہائے فروزندہ میں
گھومے سما اس کی جانب تو دیکھ شمع روشن ہیں اسمیں یہ بھی تو دیکھ
گھومنے والا آسمان کا خیمہ دیکھ اس میں روشن موم بتی دیکھ

تشریح: سراپردہ، بڑا خیمہ، یا بڑا پردہ جو مثل دیوار کے خیمہ کے گرد گھڑا کر دیتے ہیں۔

گردندہ، اسم فاعل سہامی، گھومنے والا، گردش کرنے والا۔ شمعہا، جمع شمع کی بمعنی موم بتی مراد مراد اس سے ستارے ہیں۔ فروزندہ، روشن بمعنی روشنی۔

حاصل: آسمان میں بلندی اور مضبوطی کے علاوہ دو باتیں اور بھی قابل غور ہیں ایک فلاسفہ کے نظریہ کے مطابق اس کا گھومنا۔ دوسری بات لاکھوں کروڑوں ستارے اور زمین کی دنیا پر ان کی تاثیرات دیکھو اس نظام میں انسان کے بے شمار فائدے رکھے ہیں اس لیے آسمان و زمین میں غور کر کے حق تعالیٰ کی عبادت میں زیادہ مصروف ہو چاہئے۔

فائدہ ۵: اس میں اختلاف ہے کہ آسمان گھومتا ہے یا زمین قدیم فلاسفہ آسمان کو اور جدید فلاسفہ زمین کو بتاتے ہیں شیخ سعدی کے شعر سے آسمان کا گھومنا معلوم ہوتا ہے بمطابق فلاسفہ قدیم۔ ۱۲ فیض کریم

یکے پاسبان ویکے پادشاہ	یکے دادخواہ ویکے باج خواہ
ہے دربان کوئی بادشاہ	ہے فریادی کوئی باج خواہ
کوئی چوکی دار اور کوئی بادشاہ	کوئی فریادی اور کوئی محصول لینے والا

تشریح: یکے، ایک شخص یا کوئی شخص۔ پاسبان، نگہبان، چوکی دار۔ دادخواہ، ام غائل سماعی بمعنی انصاف چاہنے والا، یا فریادی یا مظلوم۔ باج خواہ، محصول اور لگان چاہنے والا حاصل: جیسے آسمان اور اوپر کی کائنات یعنی موجود چیزیں اللہ تعالیٰ کے موجود اور معبود اور اس کے قادر مطلق ہونے کی خبر دیتے ہیں کہ اگر اس کے سوا اور خدا ہوتا زمین و آسمان درہم برہم ہو رہتے نہ آسمان کا نظام صحیح چل پاتا نہ زمین کا اور یہ ماننا کہ سب ایک ماں باپ حضرت آدم و حوا کی اولاد ہیں تاہم صورت و سیرت، حسن و جمال، دولت و عہدے وغیرہ میں سب الگ الگ اور مختلف ہیں اس لیے ہر ایک چاہتا ہے کہ جمال اور مال وغیرہ میں سب سے فائق ہو اور سب سے لائق لیکن یہ من چاہی پوری نہیں ہوتی وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سارا نظام کسی اور کے قبضہ میں ہے جو کمال علم و حکمت کے ساتھ کمال قدرت کا مالک ہے اپنے ارادہ اور حکمت سے جسے وہ چاہتے دیتا ہے نہ اسے کوئی روک سکے اور نہ مجبور بنا سکے ہمارے عزائم اور منصوبے تو اُس کے دن فیل ہوتے ہیں اس کے نہیں۔ آئندہ

شعروں میں اس کی قدرت سے مخلوقات کے مختلف احوال اور حالات بیان کئے ہیں تاکہ ان سے اللہ کو مانیں اور پہچانیں۔ فیضِ کریم بتغییر سیر و تفسیر کثیر ۱۲

یکے شادمان ویکے درد مند	یکے کامران ویکے مستمند
خوش ہے جو کوئی کوئی درد مند	کوئی کامیاب اور کوئی مستمند
کوئی خوش ہے اور کوئی درد مند	کوئی کامیاب ہے اور کوئی غمگین

تشریح : شادمان، خوش و خرم، مسرور، مطمئن (لغات کشوری) مستمند، غمگین۔ مجازاً بمعنی ضرورت مند۔ مرکب ہے مست بمعنی غم و حاجت۔ مند بمعنی والا سے (کشوری ص ۶۹۹) مطلب : خوشی ناخوشی، کامیابی ناکامی سب اس کے ہاتھ میں ہے اور اسی پر نظر ہے جب خوشی آئے تو شکر کرے اور رنج و غم میں صبر کرے اور واویلا آہ و بکا سے کیا فائدہ۔

یکے باجدار ویکے تاجدار	یکے سرفراز ویکے خاکسار
رنگان دے ہے کوئی کوئی تاجدار	کوئی سر بلند ہے کوئی خاکسار
کوئی تاج رکھنے والا اور کوئی محصول دینے والا، کوئی سر بلند اور کوئی ذلیل۔	

تشریح : باجدار، اسم فاعل سماعی باج بمعنی محصول اور کھیتی کالگان بدلے آبپاشی کے منجانب سرکار۔ دار امر ازداشتن معنی ہوتے محصول رکھنے والا (اس کے بعد دینے والا) خاکسار، عاجز اور ذلیل۔ خاک، مٹی اور سار بمعنی مانند۔ جیسا بمعنی مثل خاک کے یعنی ذلیل اور عاجز۔

یکے بر حصیر ویکے بر سریر	یکے در پلاس ویکے در حریر
کوئی بوریتے پر تخت پر ہے کوئی	کوئی ٹاٹ میں ہے تو دریشم میں کوئی۔
کوئی بوریتے پر اور کوئی تخت پر	کوئی ٹاٹ میں اور کوئی ریشم میں

تشریح : حصیر، بوریا۔ سریر، تخت۔ پلاس، ٹاٹ۔ حریر، ریشم۔

یکے بے نوا ویکے مالدار
 کوئی بے نوا ہے کوئی مالدار
 کوئی بے سامان اور کوئی مالدار
 یکے نامراد ویکے کامگار
 کوئی نامراد ہے کوئی کامگار
 کوئی ناکام اور کوئی کامیاب

تشریح : بے نوا، بے سامان۔ نامراد، جس کی مراد پوری نہ ہو یعنی ناکام۔ کامگار، اسم فاعل
 سماعی ہے مرکب از کام و کار کا بمعنی مقصد اور کار بمعنی والا، معنی ہوتے مقصد والا (کامیاب)

یکے درغنا ویکے درعنا
 غنا میں ہے کوئی باعنا
 کوئی مالدار میں اور کوئی تکلیف (مشقت) میں، کسی کو بقا ہے اور کسی کو فنا یعنی
 کسی کو زندگی حاصل ہے اور کسی کو موت۔
 یکے رابقار یکے رافنا
 کسی کو بقا ہے کسی کو فنا
 کسی کو بقا ہے اور کسی کو فنا یعنی

تشریح : غنا، غین کے کسرہ سے، مالدار۔ عنا، بفتح عین تکلیف، مشقت اور بقا
 سے زندگی اور فنا سے موت مراد ہے۔

یکے تندرست ویکے ناتواں
 ہے تندرست کوئی ناتواں
 کوئی تندرست اور کوئی کمزور، کوئی پرانا اور کوئی نوجوان۔
 یکے سال خورد ویکے نوجواں
 کوئی ہے پرانا کوئی نوجواں

یکے درصواب ویکے درخطار
 درست میں کوئی خطا میں ہے کوئی
 کوئی درست میں اور کوئی غلطی میں، کوئی دعا میں اور کوئی دغا میں (دھوکہ میں)
 یکے در دعا ویکے در دغا
 دعا میں ہے کوئی دغا میں ہے کوئی۔

حاصل : یعنی کوئی تو راہ راست پر گامزن ہے اور کوئی غلط راہ پر کوئی اللہ تعالیٰ سے
 دعا اور التجا میں تو کوئی مکر و فریب اور دغا میں۔

یکے نیک کردار و نیک اعتقاد
 کوئی باعمل اور نیک اعتقاد
 یکے غرق در بحر فسق و فساد
 ڈوبا کوئی بیچ فسق و فساد

کوئی اچھے عمل والا اور اچھے عقیدے والا، کوئی ڈوبا ہوا فسق و فساد کے دریا میں۔

یکے نیک خلق ویکے تند خو
کوئی ہے خلیق اور کوئی سخت خو
یکے برد و بار ویکے جنگ جو
کوئی بردبار ہے کوئی جنگ جو
کوئی اچھی عادت اور کوئی سخت عادت کا
کوئی بردبار اور کوئی لڑاکو

یکے در تنعم یکے در عذاب
کوئی نعمتوں میں کوئی در عذاب
یکے در مشقت یکے کامیاب
مشقت میں کوئی کوئی کامیاب
کوئی نعمت (خوشحالی) میں کوئی عذاب (تکلیف) میں، کوئی مشقت میں کوئی کامیاب۔

یکے در جہانِ جلالت امیر
بڑائی کی دنیا میں کوئی امیر
یکے در کمندِ حوادث اسیر
کوئی حوادث کے پھندے میں کوئی اسیر
کوئی بڑائی کی دنیا میں امیر
کوئی حوادث کی کمند میں قیدی

تشریح: جلالت، بزرگی، بڑائی۔ حوادث، جمع حادثہ کی بمعنی آفات و مصائب۔

یکے در گلستانِ راحت مقیم
گلستانِ راحت میں کوئی مقیم
یکے با غم و رنج و محنت ندیم
کوئی رنج و غم کا ہوا ہے ندیم
کوئی آرام کے باغ میں رہنے والا، کوئی غم اور تکلیف اور محنت کا، ہنشین یعنی ان کو رکھنے والا۔

یکے را بڑوں رفت ز اندازہ مال
گنتی سے باہر کسی کا ہے مال
یکے در غمِ نان و خرچِ عیال
کوئی غم میں روٹی کے ہے بدحوال
کسی کا باہر گیا اندازہ سے مال
کوئی روٹی اور بال بچوں کے غم میں۔

تشریح: خرچِ عیال، جن کا خرچ انسان کے ذمہ ہو مثلاً بال بچے وغیرہ

یکے چوں گل از خرمی خندہ زن
یکے رادل آزرده خاطر حزن

خوشی سے کوئی مثل گل خندہ زن کوئی غمزہ اور خاطر حزن
کوئی مثل پھول کے خوشی سے ہنسنے والا کسی کا دل آزرہ خاطر غمگین

تشریح : یکے را دل میں اضافت مقبولی ہے۔ دراصل دل کے واسطے۔

یکے بستہ از بہر طاعت کمر یکے در گتہ بردہ عمرے بسر
کوئی بہر طاعت ہے باندھے کمر گناہ میں کسی نے عمر کی بسر
ایک نے باندھی ہے یا باندھے ہوئے ہے عبادت کے واسطے کمر، کسی نے گناہ میں کی ہے اپنی
عمر تمام۔

تشریح : کمر بستہ کنایہ ہے آمادہ ہونے اور تیار ہونے سے بسر بردن، تمام کرنا، ختم کرنا
انجام تک پہنچنا آگے عبادت اور معصیت کی قدرے تفصیل ہے۔ ۱۲ فیض کریم

یکے راشب و روز مصحف بستہ یکے خفتہ در کنج میخانہ مست
کسی کے شب در وقت قرآن پاس کوئی سویا پی کر کے ہے بدحواس
ایک کے رات اور دن قرآن ہاتھ میں، ایک سویا ہوا شراب خانہ کے کونے میں مست۔

تشریح : کنج، کونہ، میخانہ، شراب خانہ

یکے بردہ شرع مسمار وار یکے در رہ کفر زُنار دار
شریعت میں ہے کوئی مسمار وار کوئی راہ کفر میں ہے زُنار دار
کوئی شریعت کے دروازے پر میخ کے مانند، کوئی کفر کے راستہ میں زُنار رکھنے والا۔

تشریح : مسمار، میخ، کیل، چوبیا۔ وار، مانند، طرح، حرف تشبیہ ہے۔ زُنار، وہ دھاگا
جو ہندو گلے میں اور آتش پرست کمر میں باندھتے ہیں۔ یہاں اکثر ہندو اسے ٹیڑھا کر کے گلے
اور کمر میں ڈالتے ہیں۔ حاصل : کوئی تو شریعت اسلامیہ پر ثابت قدم جیسے میخ اپنے
مقام پر مضبوط ہوتی ہے۔ اور کسی کے گلے میں کفر کا زُنار ہے۔

یکے مقبل و عالم و ہوشیار یکے مدبر و جاہل و شرمسار
 کوئی بانصیب عالم و ہوشیار کوئی بدبخت جاہل و شرمسار
 کوئی بانصیب اور عالم اور ہوشیار، کوئی بدبخت اور جاہل اور شرمندہ۔

تشریح: مقبل، بانصیب۔ ہوشیار، ہوش بمعنی ہوش و یار بمعنی والا یعنی ہوش والا، عقلمند۔ مدبر، بدبخت۔ شرمسار، سار بمعنی والا۔ شرم، شرم۔

مطلب: کوئی عالم دین اور بانصیب اور عقلمند ہے۔ بانصیب اس معنی میں کہ وہ علم دین رکھتا ہے اور ہوشیار اس لیے کہ باعمل ہے اور اس کے بمقابل کوئی جاہل رہنے کی بنا پر بڑا بدبخت دنیا میں بھی اپنے بُرے انجام پر نام اور آخرت میں بھی۔

یکے غازی و چابک و پہلوان یکے بز دل و سست و ترسندہ جاں
 مجاہد کوئی چست اور پہلوان کوئی سست بز دل بے ڈر پوک جان
 کوئی مجاہد اور چست اور پہلوان کوئی بز دل اور سست اور ڈر پوکا

تشریح: غازی، کفر کے مقابلہ میں اسلام کی خاطر کافروں سے لڑنیوالا۔ چابک، چست
 ترسندہ، اسم فاعل قیاسی مضاف۔ جاں، مضاف الیہ اپنی جان کا خوف کھانیوالا۔
 حاصل: ایک راہ خدا میں جان تک کی بازی لگانے کے لیے تیار اور ایک بز دل سمجھ ڈر پوک
 اسے گھر سے نکلنا موت۔

یکے کاتب اہل دیانت ضمیر یکے دزد باطن کہ نامش دبیر
 کوئی کاتب اہل دیانت ضمیر کوئی چور باطن کا نام ہے دبیر
 کوئی ایک منشی دیانت دار دل کا ایک دل کا چور کہ اس کا نام منشی

تشریح: کاتب، مضاف۔ اہل دیانت صفت مقدم۔ ضمیر موصوف کی مرکب تو صیفی ہو کر
 مضاف الیہ ہوا اور اگر کاتب موصوف ہو تو صفت کاتب کی ہوئی۔

حاصل: ادب تلم اور سرکاری ملازم دو قسم کے ہیں بعض تو پورے دیانتدار اور روشن

دل ہیں رشوت وغیرہ سے محتاط رہتے ہیں۔ اور بعض رشوت خور کام چور ہیں۔ بظاہر تو وہ مٹھی اور محرز کے نام سے پکارے جاتے ہیں لیکن درحقیقت رشوت ستانی و حرام خوری کی وجہ سے وہ پوشیدہ چور ہیں۔ اصحاب قلم کے دوسرے طبقے مثلاً صحافی، مدیرانِ جرائد و رسائل و علمائے ارباب فتویٰ اس تقسیم سے خارج نہیں ہیں۔ ۱۲ فیضِ کریم

در منع امید از مخلوقات مخلوقات سے امید رکھنے کی حمانعت کے بیان میں

ما سبق سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ سب کچھ مشیتِ ایزدی سے ہوتا ہے اور وہی قادرِ مطلق ہے اور مخلوق اس کے بالمقابل بیچ ہے اس لیے اسی سے امید و البستہ رکھنا چاہئے اور اسی پر توکل اسبابِ اختیار یہ کے بعد اور اس بے وفا اور فانی دنیا اور زمانہ پر اعتماد نہ کرنا چاہئے اگلے اشعار میں اسی چیز کو بیان کیا گیا۔

ازیں پس مکن تکلیہ بر روزگار کہ ناگہ ز جاننت بر آرد و مار
زماں پر بھروسہ نہ کر جان پاک اچانک تجھے یہ کرنے گا ہلاک
اس کے بعد مت کر بھروسہ زمانے پر، کیونکہ اچانک تیری جان سے نکالے گا ہلاکت۔

تشریح: دمار، عربی میں ذال کے فتح اور فارسی میں کسرہ کے ساتھ بمعنی ہلاکت۔ دمار، جو مصدر عربی میں بروزن فعال بفتح فاکلمہ ہو تو بعض اوقات فارسی میں بکسر فا پڑھتے ہیں جیسے خراج، رواج، وداغ، دمار اسی قبیل سے ہے (غیاث اللغات)۔ دمار بر آوردن بمعنی ہلاک کرنا۔ حقیقت میں موت زندگی حق تعالیٰ شانہ کے قبضہ قدرت میں ہے تاہم ہلاک کرنے کی نسبت زمانہ کی طرف مجازاً ہے۔

حاصل: زبان اور اہل زبان پر بھروسہ نہ کر موت کے مقررہ وقت پر کوئی کام نہیں دیتا۔

مکن تکلیہ بر لشکر بے عدد کہ شاید ز نصرت نیابی مدد
بھروسہ نہ کر فوج پر بے عدد تو شاید کہ رب سے نپاتے مدد
میت کر بھروسہ بیشمار فوج پر، کہ شاید نصرت (تائید) الہی سے نپاتے تو مدد۔

مطلب : یہاں فوج رکھنے والوں کو خطاب ہے کہ اپنی کثیر تعداد فوج پر بھروسہ نہ کرو جب تک
تائید آسمانی اور توفیق الہی شامل نہ ہو تو وہ فوج مغلوب ہو جائے اور جو اس کی مدد شامل حال ہو
تو ذرا سی مٹھی بھر جماعت غالب آجائے۔ کم مِنْ فِئْتَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئْتَةٌ كَثِيرَةٌ بِإِذْنِ اللَّهِ۔

مکن تکیہ بر ملک و جاہ و چشم کہ پیش از تو بود دست بعد از تو ہم
بھروسہ نہ کر ملک و جاہ و چشم پہلے بھی تجھ سے ہے بعد تجھ سے
مت کر بھروسہ ملک اور مرتبہ اور نوکر چاکر (یا دبدبہ) پر، کہ (یہ ملک وغیرہ) تیرے سے پہلے بھی
سجا ہے اور تیرے بعد بھی (رہے گا) دوسرے کے پاس۔

حاصل : دنیا کی مذکورہ چیزیں پہلے کسی اور کے پاس تھیں اب ان سے تیرے پاس آگئیں پھر
ایک دن تیرے سے کسی اور کے پاس منتقل ہو جائیں گی اس لیے انہیں مقصود حیات نہ بنائیں
اور نہ ان پر اعتماد کریں۔

مکن بد کہ بد یعنی از یار نیک نخی زوید از تخم بد ، بار نیک
برائی نہ کر تو وہی دیکھے کل بڑے بیج سے نہ اُگے اچھا پھل
مت کر برائی کہ برائی دیکھے گا تو اچھے یار سے بھی، نہیں جتنا ہے بڑے بیج سے اچھا پھل۔

مطلب : برانہ کرنا چاہئے اور نہ کسی کا نقصان، اور نہیں مانیرگا تو اچھے دوستوں سے بھی
اچھائی کے بجائے برائی کا بدلہ برائی پاتے گا چہ جائیکہ بروں سے۔ ۱۲ قرآن کریم میں ہے کہ
برائی کا بدلہ برائی ظاہری ہے جیسے بڑے بیج سے برا پھل اُگے نہ کہ اچھا تو اچھے یار بھی برائی
کا بدلہ برائی سے دیں گے یہ الگ بات ہے کوئی صاحبِ ظرف و عالی ہمت جو انہری سے
اس کے باوجود اچھائی کا معاملہ کرے۔

بسا پادشاہانِ کشور نشاں بسا پہلوانانِ کشور ستاں
بہت بادشاہ تھے ملک رکھنے والے : بہت پہلوان تھے ملک لینے والے
بہت سے بادشاہ تھے نشانِ ملک والے یعنی ملک رکھنے والے، بہت سے پہلوان تھے ملک

حاصل کرنے والے جیتنے والے۔

تشریح: بعض نونوں میں پہلا مصرعہ کشور نشان کے بجائے سلطان نشان ہے۔ معنی نشانِ غلبہ، غلبہ کا نشان والے یا در ہے کشور نشان یا سلطان نشان در اصل نشانِ کشور و نشانِ سلطان ہے۔ مضاف الیہ کو مضاف کی جگہ رکھ دیا اور شروع میں ہر ایک کے صاحب محذوف ہے اے صاحبِ نشانِ کشور۔ الخ دوسرے مصرعہ میں کشور ستاں ہے اسم فاعل سماعی ملک لینے والے جیتنے والے۔ ترکیبِ شعر: فیضِ کریم میں کہا کہ یہاں بودہ اند فعل ناقص محذوف ہے پادشاہانِ کشور نشان مرکب تو صیغی ہو کر اسم فعل ناقص کا ہوا اور بسا خبر اور پورا جملہ ہو کر معطوف علیہ اور اگلے دوسرے مصرعہ کے شروع میں واو حرفِ عطف محذوف اور وہ مصرعہ معطوف ہے۔ پھر اس کے بعد کے مصرعوں سے واو محذوف اور وہ بھی اسی طرح معطوف علیہ معطوف یعنی مصرعہ بسا مروقد و بسا گلگزار تک شروع کا واو عاطفہ محذوف اور یہ سب مصرعہ معطوف ہونے پہلے پر پھر پہلا معطوف علیہ اپنے جملہ معطوفوں سے جو ایک اعتبار سے معطوف علیہ یعنی اپنے پہلے مصرعہ کے اعتبار سے ہر مصرعہ معطوف ہے اور بعد والے کے اعتبار سے معطوف علیہ تو مل ملا کر مفسر: مصرعہ کہ گردند پیرا بن عمر: تفسیر مفسر تفسیر سے ملکر جملہ تفسیر ہوا۔

بسا تند گردانِ لشکر شکن بسا شیر مردانِ شمشیر زن
 بہت سخت گردان تھے لشکر شکن بہت سے بہادر تھے شمشیر زن
 بہت سے سخت پہلوان لشکر کو توڑ دینے والے، شکست دینے والے، بہت سے بہادر مرد تلوار مارنے اور چلانے والے۔

تشریح: تند بمعنی سخت صفت مقدم۔ گردان جمع گرد کی بمعنی پہلوان موصوف مؤخر، پھر مرکب تو صیغی ہو کر موصوف، لشکر شکن اسم فاعل سماعی صفت۔ شیر مردان جمع شیر مرد کی بمعنی بہادر موصوف شمشیر زن فاعل سماعی صفت۔ باقی ترکیب پہلے بیان ہو چکی کہ معطوف ہوا پہلے پر۔

بسا ناہر و بیانِ شمشاد قد بسا نازنینانِ خورشید خد
 بہت چاند جیسے تھے شمشاد قد بہت نازنین تھے وہ خورشید خد

بہت سے خوبصورت شمشاد قد والے، بہت سے ناز نخرے والے سورج جیسے رخسار والے۔

تشریح : ماہر ویان جمع ماہرو کی بمعنی چاند جیسی رو والا یعنی خوبصورت۔ شمسار ایک درخت ہے خوبصورت اور سیدھا اس لیے محبوب کے قد کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ نازنینان جمع نازنین کی بمعنی ناز نخرے والا، دل بھانے والا، دل اچک نے والا، خوبصورت۔ نازنین مرکب ہے ناز اور نین سے نین بمعنی والا یہ کلمہ نسبت ہے۔ نورشید، سورج۔ خد، رخسار، گال۔

بسا ماہر ویان نوخاستہ بسا نوع و سانِ آراستہ
بہت نوع چاند جیسے کہیں بہت نئی دولہن جو بچکر رہیں
بہت سے خوبصورت نوعسرا، بہت سی نئی دولہن سنوری ہوئی۔

تشریح : نوخاستہ، نوجوان، نوعرا، نئی اٹھان والا۔ عوسان جمع ہے عوس کی بمعنی دلہنیا دولہن۔ اکثر دولہن کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آراستہ، اسم مفعول، سنواری یا سنوری ہوئی، یا بناؤ سنگار کی ہوئی۔

بسا نامدار و بسا کامگار بسا سرو قد و بسا گلخزار
ہوئے نامدار ہیں بہت کامیاب بہت سرو قد چہرہ مثل گلاب
بہت سے نامور اور بہت سے کامیاب، بہت سے سروجیسے قد والے بہت پھول جیسے رخسار والے

تشریح : سرو، ایک بلند سیدھا اور خوشنما درخت ہے جس سے محبوب کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں۔ گلخزار، رخسار بمعنی پھول جیسے رخسار والا۔

کہ کردند پیرا، سن عمر چاک کشیدند سردر گریبان چاک
کیا سب نے کرتا عمر کا ہے چاک چھپایا ہے سراپنا در زیرِ خاک
کہ کیا انھوں نے عمر کا کرتا چاک، کھینچا سرمئی کے گریبان میں۔

تشریح : پیرا، سن، کرتا، لباس۔ چاک، پھٹا ہوا، چاک کرنا، پھاڑنا، عمر کا کرتا چاک کرنا یعنی مرنا۔ سرمئی کے گریبان میں کھینچنا یعنی دفن ہونا۔ حاصل : کہ نوع انسانی کے مذکور طبقے جنہوں نے ایک عرصہ تک دنیا کو اپنی شان و شوکت، زور و طاقت اور حسن و جمال سے مستحضر اور تابع کئے۔

رکھا۔ آخر کار سب پیوندِ خاک کر دیئے گئے حتیٰ کے دنیا کے نقشہ سے ان کا نام و نشان ہی مٹا دیا گیا۔ ۱۲ فیضِ کریم۔ بمصداق اس شعر کے:

جن کے مخلوق میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے
ہم تصفیروں باغ میں ہے کوئی دن کا چھپا
نام شاہانِ جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
جو پڑھے گا صاحبِ لولاک پر سجدہ درود
آگے دنیا کی بے ثباتی کا بیان ہے۔

چناں خرمین عمرِ مشاں شد بباد
یوں برباد ان کی عمر ہو گئی
کہ ہرگز کے زان نشانے نداد
نشانی نہ ان سے یہاں کچھ رہی
اس طرح کھلیاں ان کی عمر کا ہوا برباد، کہ ہرگز کسی نے ان کا کوئی نشان (پتہ) نہ دیا کون تھے
کہاں ہیں۔

مطلب: دنیا میں نیست و نابود ہو کر رہ گئے،
جو بھی چیزیں ہیں خدا کے ماسوا
سب فنا ہے سب فنا ہے سب فنا

منہ دل بر میں منزلِ جانتاں
نہ رکھ دل جہاں جان لیوا پہ ناداں
کہ درد سے نہ بینی دلے شاداں
کسی کا نہ دل اس میں دیکھے تو شاداں
مت رکھ دل اس جان لیوا منزل (دنیا) پر، کہ اس میں نہ دیکھے گا تو کوئی دل خوش۔
مطلب: اس جان لیوا دنیا میں کوئی ہر طرح خوش و خرم نہیں کسی نہ کسی طور سے رنج و غم اور
ابتلا میں گرفتار ہے جو جتنا مالدار اتنا ہی پریشان ہے۔

منہ دل بر میں کا رخ خرم ہوا
نہ رکھ دل مکاں خوش ہوا پر بھلا
کہ می بار داز آسمانِ بکلا
کہ بر سے ہے اس کے سما سے بلا
مت رکھ دل اس خوش ہوا محل پر، کیونکہ برستی ہے اس کے آسمان سے مصیبت۔

حاصل: دنیا جو بظاہر ایک خوش ہوا اور جاذبِ نظر محل ہے اس سے دل نہ لگانا چاہئے یہاں

نت نئے روز حوادث آتے رہتے ہیں۔ فیض کریم

شبائے نداد جہاں اے پسر بغفلت مبر عمر دروے بسر
نہ رکھے جہاں پائیداری پسر نہ غفلت سے کہ عمر اس میں بسر
کوئی پائیداری نہیں نکھتی ہے دنیا کے بیٹے، غفلت سے مت کہ عمر میں بسر، یا مت ختم کہ عمر اس میں۔

تشریح: شبائے پائیداری، برقرار رہنا۔ بسر، مُردن ختم کرنا یا بسر کرنا۔ حاصل: اس ناپائیدار دنیا اور جہاں فانی سے دل کو نہ لگانا چاہئے اور نہ خدا سے غافل ہو کر زندگی بسر کرنا چاہئے بلکہ دین اسلام پر کار بند رہ کر اس کی تبلیغ و ترویج میں اپنے قیمتی اوقات صرف کرنا چاہئے۔ تاکہ اللہ کی رضا حاصل ہو اور دونوں جہاں میں خیر و عافیت اور ابدی راحت حاصل ہو۔

مکن تکیہ بر ملک و فرماندہی کہ ناگہ چو فرماں رسد جانند ہی
بھروسہ نہ ہرگز ملک پر کرے اچانک جو فرمان پہنچے مرے
میت کر بھروسہ ملک اور حکومت پر، کیونکہ اچانک جب حکم پہنچے گا جان دیوے گا تو۔

حاصل: موت کا ایک وقت ہے نہ آگے نہ پیچھے قرآن کریم میں یہی ہے۔ اور اس سے نہ خود بچے اور نہ ملک اور سلطنت بچا سکیں پھر کس کا اعتماد اور بھروسہ کریں بس اللہ وحدہ لا شریک پر۔

منہ دل بریں دیر ناپائیدار ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار
نہ دنیا سے دل کو لگا اے عباد سہی بات سعدی سے رکھنا ہے یاد
میت رکھ دل اس ناپائیدار بت خانہ پر، سعدی سے یا سعدی کی یہی ایک بات یاد رکھ۔

تشریح: دیر، بت خانہ، مندر۔ ناپائیدار، نہ ٹھہرنے والی دیر۔ ناپائیدار سے مراد دنیا ہے۔
مطلب: جب دنیا کی اس قدر برائی آپ کو معلوم ہو چکی اور یہ بھی طے ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ تو کم از کم اگر سعدی کی اور بات یاد نہ رکھ سکو تو یہی ایک بات گڑ سے بانڈھ لو کہ دنیا سے دل لگاؤ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ - وَأَنَا الْعَبْدُ الضَّعِيفُ الْمَدْعُو بِمُحَمَّدٍ أَحْمَدُ
بن محمد اسماعیلؒ بھیسانوی مقیم مدرسہ امداد اسلام کمال پور بیلند شہر
۲۹ صفر الظفر ۱۴۱۲ھ بیوم الاثنين

تقریبات

حضرت اقدس مولانا عبدالخالق سنہلی صاحب مدظلہ
استاذ حدیث و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مَحْمَدًا وَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ اٰمَنًا بَعْدَ

ہمدست کتاب رحما شرح کرے گا جس کو مولانا محمد احمد صاحب نے بڑی عرق ریزی سے تیار کیا ہے، بہت پسند آئی، اشعار کا ترجمہ بھی نہایت مناسب ہے نیز ہر شعر کا ترجمہ شعر میں ہی کیا گیا ہے جس سے اسکی خوبی دو بالا ہوگئی ہے۔ شیخ سعدی کی یہ کتاب "کریما" فارسی ادب میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے، برصغیر خاص کر ہندوپاک میں پھیلے ہوئے جملہ مدارس عربیہ میں یہ کتاب داخل نصاب ہے۔ اور معنویت کے لحاظ سے دریا بہ کوزہ کا مصداق ہے کہ الفاظ کے ذخیرے کے ساتھ اس میں گراں قدر فصاحت و آداب زندگی پر مشتمل عمدہ مواد میسر ہے مگر فارسی ڈال حضرت ہی ان انمول موتیوں کو چن سکتے تھے، شارح موصوف نے تشریح اور اردو ترجمانی کر کے اردو داں طبقہ کے لیے بھی اس سے استفادہ کو عام کر دیا، یوں تو کریمیا کے اور بھی ترجمے اور شرح ہیں مگر موصوف کی شرح بہت جامع ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے آگے مزید علمی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین۔

خیر خواہ عبدالخالق سنہلی

۱۴۲۵/۳/۹

الامتن اللامتنہ ترجمہ صحیح حدیث
حبیب حضرت مولانا خیر آبادی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

مَحْمَدًا وَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ اٰمَنًا بَعْدَ

مولانا محمد احمد صاحب ساکن بھیسائی اسلام پوری کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ موصوف نے "کریما" کے اشعار کا اردو نشر و نظم میں ترجمہ فرمایا ہر لفظ کا معنی و تشریح اس کا مطلب بھی و فصاحت لکھا، مشکل جملوں کی ترکیب بھی بخوبی بتائی، اب یہ کتاب معلمین اور متعلمین ہر دو کے لیے بہت نفع بخش ہوگی۔ پڑھنے سے اندازہ ہوا کہ مولانا موصوف فارسی زبان سے اچھی مناسبت بلکہ مہارت رکھتے ہیں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے اس ترجمہ و تشریح کو قبولیت عطا فرمائے اور مترجم کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

فقط۔ حبیب الرحمن خیر آبادی مفتی اللہ عنہ ۵ صفر ۱۴۲۵ھ